

AUGUST 1971

PRICE

1-50

EDITOR
G. N. NANDA





वासुदेव—भगवान् को गोकुल ले जा रहे हैं ।



فہرست مضامین

بابت ماہ اگست ۱۹۷۱ء

قیمت فی پرچہ Rs 1/50

چند سالانہ 15 روپے

وی، پی منگولے پر دو روپیہ زاد یعنی

17 روپے

ممالک غیر سے 25 روپے

رتم بندریہ نارن پوسٹل منی آرڈر بھیجنے کی

کہا کریں۔ (پوسٹل آرڈر یا چیک ارسال نہ کریں)

ایڈیٹر

گورکھ ناتھ منڈہ

نمبر	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۱	پرارتنھنا (سنگٹ موچن)	کوی دل	۲
۲	بھگوان کرشن کی پوجا	ایڈیٹر	۳
۳	بھگوان کرشن کی استی	گوروبانی	۷
۴	بھگوان کرشن کا ادبھت اوتار	شری ایس آر کرشنن	۹
۵	شری بھگوت گیتا کی عالمگیر مقبولیت	پرو فیسر نرمل چندر جی	۱۳
۶	شری کرشن کہاں ملیں گے (نظم)	شری جگن ناتھ کھٹہ صفی	۱۷
۷	گیتا میں اوتار واد۔	ادبھت گورو سوامی شنگر اچاریہ جی۔	۱۸
۸	بھگوان کرشن کا اتار کب ہوتا ہے	شری کرشن چندر زبیا	۲۳
۹	موہن مزار آجا۔ (نظم)	شری جگن ناتھ کھٹہ صفی	۲۴
۱۰	رامائن میں اوتار واد۔	سنت تلسی داس جی	۲۵
۱۱	بھگوان کہاں اوتار دھارن کرتے ہیں (نظم)	مہاتما شہنشاہ جی مہاراج	۲۶
۱۲	گیتا کا سار۔	ایک مہاتما۔	۲۶
۱۳	جلوہ کو ہسار۔	سوامی رام	۲۷
۱۴	نیصوت آسوز خطا	سوامی رام	۳۰
۱۵	خطوط گوہند۔	شری سوامی گوہند رائے جی مہاراج	۳۱
۱۶	مرشد کی عنایت (نظم)	حکیم چاندی رام جی مسرور	۳۲
۱۷	فیضیان مرشد (نظم)	پروفیسر اختر امیر جی	۳۵
۱۸	شنگر دگرجے	ادبھت گورو شری سوامی شنگر اچاریہ جی	۳۶
۱۹	آئینہ حقیقت (نظم)	پندت سوز	۳۹
۲۰	چیل درویش براتو بیادھو کی کہانی	منشی سورج نرائن مہر	۳۹
۲۱	بے وفا سئے دنیا	ایضاً	۴۶
۲۲	وچن امرت	شری سوامی ہرزیال جی	۴۸
۲۳	چیتا ونی	شری سنگور پرشاد جی	۴۹
۲۴	شری تپتوی جی مہاراج	شری لاکھ چند کوہلی	۴۹
۲۵	ویا کھیان	شری سوامی گوہند رائے جی پرانکھن	۵۲

(۳۱) کوی کوکناٹھ دل ۵۹
(۲۷) دگاہیت شتی (منظوم) ۵۱
(۲۷) دگاہیت شتی (منظوم) ۵۱
پندت ہری پرشاد جی۔ ۵۱
ویا کھیان۔ ۲۱

شکستہ ہو چن کیلئے۔

بر ارقمنا

نوٹ = ہمارے اس پوتے بھارت دیش کو آمدرونی اور بیرونی شہزادوں نے پھیر لیا ہے۔ اور ہمارے نام نہاد حکومتیں
نیز ناسک لوگوں کے پاس کریم اب اپنا پادیتے کیلئے مٹائے چکے ہیں۔ دنیا بھر کی حکومتیں پاکستان کی آمد و
پہرے ہو رہیں۔ لیکن ہمارا کوئی سنا نہیں۔ ایسے ناسک کو زور کرنے کیلئے آج سب آشک پرشوں کو (بلا لحاظ مذہب و
ملت) برساتا ہے سرد تھا (دعا) کرنی چاہئے کہ وہیں اس مہمان سنگٹ سے پکاویں۔ کوئی دل

دید پوران بھکان کریں
 مہنی من رجن کھل دل گنج
 سہنی نایک جن سکھ دائیک
 تر بھون سوامی اُستریانی
 سندر روپا شام سرو پا
 ایلا دھاری جن ہتکاری
 دید پوران بھکان کریں
 ہے! بھکونتا۔ لکھشی کنتا
 سب گن آگر وشو آجا کر
 بھوئی آشا چھائی ہراشا
 پر گٹو کر پالا - درین دیالا
 بخشن ہارے پالن ہارے
 دید پوران بھکان کریں
 جب جب بیت پڑی بھکتی پر
 دینا بندھو دیا کے سندھو
 منا ہے تم نے یگ یگ میں
 دھرو۔ پر مھلاد۔ اہلیا۔ شہری
 دین۔ ادھین۔ ملین۔ بین ہم
 دید پوران بھکان کریں
 چھائی بھینکر گھور گھٹائیں
 جو اندھکار کا ناش کرے
 ڈلگ ڈوے جیون نیسا
 کہت کوی دل آرت سوزے

وید پوران - بھکان کہیں
پر بھوسنکٹ موہن نام تہارو

پر بھو سنکٹ موچن نام تہارو
 بھو بھے بھجن بیت تہارو
 بنے سہایک بیت پدھارو
 گھٹ گھٹ گامی شیکھر تہارو
 ستر تر بھوپا شستر دھارو
 اسر سنگھاری اسر سنگھارو
 پر بھو سنکٹ موچن نام تہارو
 شوک میں جنتا شوک تہارو
 کرونا ساگر کاج سنوارو
 کیجے پرکاشا مٹے اندھیارو
 سہے پرتی پالا پتت اُبھارو
 تارن ہارے۔ نیتا تہارو
 پر بھو سنکٹ موچن نام تہارو
 تب تب اکر بیت زواری
 طیرت ہیں توے تر ناری
 گج۔ گیدھ۔ اجاس۔ گنگا تہاری
 دھتے بندھے کی یگڑی سنواری
 اتی کھل کامی ادھم ادھارو
 پر بھو سنکٹ موچن نام تہارو
 ایسے سہے میں سہارا نکلیں ہو
 وے اوناشی اُبھیار مہتے ہو
 اشترے ماتر کسرا تہیں ہو
 کرونا کر بچ درد سنھارو

بھگوان کرشن کی پوجا

(مہا بھارت کا ایک ورق)

راجسویکیم

ویشیم پائین جی کہتے ہیں۔۔۔ جنیسے! دھرم راج کی ستینہ نشٹھا اور پوجا پالن میں انوراگ کو دیکھ کر ساری پر جا اپنے اپنے دھرم کا پالن کرنے لگی۔ شاستر آگیا انوسار نکیس وصول کرنے اور دھرم پوروک شاسن کرنے سے راج بھر میں سکھ اور آندھ تھا۔ جب دھرم راج یدھشٹر نے فزانے کو بھر پور دیکھا تب انہوں نے بیگیہ کرنے کا سناکھاپ کیا۔ اُن دنوں بھگوان کرشن بھی دوار کا سے اندر پر تھا اُسے جوئے تھے جنیسے! بھگوان کرشن ساکھشات نارائن بھگوان ہیں۔ وہی وید سرورپ ہیں۔ بڑے بڑے بیگیہ لیکھا دھیان دھرتے ہیں۔ جڑچٹن جگت میں وہ سب سے سریشٹھ ہیں۔ اور تمام برھمانڈ کی اُتیقٹی اُن کے لئے ہے۔ وہ تینوں کالوں کے سواری۔ شترنگوں کو اُبھے سون دینے والے۔ دشتوں کا سناکھار کرنے والے اور بھگتوں پر پار دیا دیا ہے۔ وہ اپنے بھگت یدھشٹر پر کیا کرنے کیلئے بہت سے رتن مینہار دھن اور جہان سینا لیکر اندر پر تھہرے۔ سب نے سناکھا سناکھ سے سواگت کیا۔ دھرم راج یدھشٹر اپنے تمام بھائی و پروہت زھوئے اور ہرشی وید ویاس وغیرہ رشیوں کو ساتھ لیکر بھگوان کرشن کے پاس گئے۔ پرنام کیا۔ اور بیگیہ پوئے! بھیا کرشن! یہ سارا بھو منڈل آپ کے پرتاپ سے ہی ہمارے آدھین ہوا ہے۔ یہ سب دھرت سملتی آپ کے ارپن ہے میں چاہتا ہوں کہ اب وہی پوروک ہوں اور برھم بھوج کیا جاوے۔ آپ راجسویکیم کے لئے مجھے آگیا دیجئے۔ اور بیگیہ کی دیکھشا سولیکار کیجئے۔

بھگوان کرشن نے یدھشٹر کے گنوں کا وزن کرتے ہوئے کہا۔۔۔ مہاراج! آپ سمرٹ ہیں۔ آپ کو یہ مہا بیگیہ کرنا

یہی پامیئے۔

نیک اور سہیدی نے پروہت دھرتی کی آگیا انوسار بیگیہ کی ساری سامگری اکھٹی کی ہرشی وید ویاس جی تھپوی کرم کا ندی اور وید گیہ برہمنوں کو لے آئے۔ وہ خود بیگیہ کے برھما بنے۔ اور سدا سام وید کے آؤ گاتا۔ برھم گیانی بیگیہ و لکیہ ادھر لو ہوئے۔ سیں اور دھرتی ہوئے۔ وشال بیگیہ شالا لا پھن کیا گیا۔ ہزاروں براہمن سکے گمنہدی سکھاؤں کھشٹریوں اور منتریوں کے ساتھ سورنی مان دھرم کے سمان بیگیہ شالا میں پرولیش کیا۔ مہا نوپ کی رہائش کے لئے کار میگوں نے الگ الگ استھان ان لبترو وغیرہ سے پری پورن بنائے۔ دھرم راج یدھشٹر نے بھیشم دھرت راشٹر۔ گورو زرونا چاریہ اور سب گوروں کو منترن دیکر بلایا۔ تمام دُئیہا کے راجے ہمارے آئے اور اُنکی بھیر سے راجسویگیہ کی شو بھا بہت بڑھ گئی۔ دھرم راج سے بیگیہ۔۔۔ انہیوں کی استھاپنا کر کے پوری پوری دھکھشا دیکر بیگیہ سے بھگوان کا پوجن کیا۔ اتھئی اور ناٹھوں کو منہ مانگی وسد میں دیکر سنکھشت کیا۔ ہرشی اور منتر کشتل براہمنوں نے اُتم ریتی سے کئی۔ تل۔ بوج

نستی رکھیں اور دیکھ دیوتاؤں کو نہال کر دیا۔

بہت سا دھن دکھنا میں دیکھ رہا ہوں کو سندھت کیا۔ کہا شک کہیں اس لگیہ سے سبھی تربت ہوئے +
 دیشتم پاشن جی کہتے ہیں یہ ہے جینجی۔ ہوں کاریہ سماپت ہونے کے بعد بدھشتر نے بھیشم پتام سے پوچھا۔ ہے
 پتلے! کرپا کر کے بتلائے کہ اب کونسا کاریہ پہلے کیا جاوے؟ بھیشم پتام نے کہا۔ راجن! اب تم سب آئے ہوئے راجا
 کا منکا کرو۔ اور جو ان سب سے سرفیہ ہو اسکی پہلے پوچھا کرو۔ دھرم راج نے کہا۔ پتام! کرپا کر کے بتلائے کہ ان
 پدھارے ہوئے سبھوں میں ہم لوگ سب سے پہلے کس کی پوچھا کریں؟ بھیشم نے کہا! دھرم راج! سنسار بھر میں یہ دھرم
 کے مترانج بھگوان کرشن ہی سب سے بڑھکر پوچھا کے پاتر ہیں۔ وہ ان سب راجاؤں میں اپنے تیج بن اور پراکرم سے
 ویسے ہی چمک رہے ہیں۔ جیسے اکاش منڈل میں بھگوان سوربہ بھیشم کی اگنی ملتے ہی سہد پونے دھمی پروک بھگوان
 ہنری کرشن کو ارکھ دان کیا۔ اور شری کرشن نے اسے سویکار کیا۔ چاروں طرف اندھنگی گائے جانے لگے۔

جینجی! چیدی راج ششوپال سب سے پہلے شری کرشن کی پوچھا دیکھ کر خیرگی۔ اس نے بھری سبھاس میں بھیشم پتام اور
 بدھشتر کو دھکارتے ہوئے شری کرشن کو پھٹکارنا شروع کیا۔ اس نے کہا۔ بڑے بڑے جہتاؤں اور راج رشیوں کی موجودگی
 میں راج اچت پوچھا کا پاتر کرشن نہیں ہو سکتا۔ پانڈوؤں نے کرشن کی پوچھا کر کے یوگی کام نہیں کیا۔ کرشن راج نہیں ہے پھر براہا
 کی سبھاس پوچھا کا پاتر کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ عمر میں بھی دوسروں سے چھوٹا ہے۔ اس کے پتا و سندو ابھی زندہ ہیں۔ باپ کے ہوتے
 ہوئے پتر کی پوچھا کیسے جائز ہے۔ کیا یہ پچال (پنجاب) دلش کے نریش دروید سے بھی بڑھ گیا ہے؟ کیا گورو درونا چاریہ
 کی موجودگی میں اسکی پوچھا کرنا سب سے؟ سب سے پہلے تو دروید واس کی پوچھا کرنی چاہئے تھی۔ اسے بدھشتر! اپنے
 کل کے سب سے سرفیہ پتام بھیشم پتام کی پوچھا چھوڑ کر تم نے ایک گوالے کی پوچھا کی۔ یہ کہاں تک درست ہے؟ ہاں اور
 اشوتھما کے سمنے کرشن کی پوچھا کس نہشتی سے اچت ہو سکتی ہے۔ پانڈو ویرو! راج او دھراج درویدھن بھرت دیش کے جہتا
 جہتا کرپ پچاریہ۔ مرنوگن سمپت بھیشم کو چھوڑ کر ان کی حاضری میں تم نے کرشن کی پوچھا کر کے بڑا انرختہ کیا ہے۔ بیکرشن
 نہ تو رتوج ہے۔ نہ راجہ ہے۔ اور نہ ہی اچاریہ ہے پھر تم نے کس کا منا سے اس کی پوچھا کی؟ آپ لوگوں نے میں بکا کر مہارا
 ایمان کیا ہے۔

پھر ششوپال نے بھگوان کرشن کو مخاطب کر کے کہا۔ "کرشن! میں مانتا ہوں کہ پانڈو بچا رہے ڈروک اور بھولے
 جھلے تپستوی ہیں۔ اگر انہوں نے تہادی پوچھا کر کے غلطی کھائی تو تمہیں یہ پوچھا سویکاری نہ کرنی چاہئے تھی۔ ایوگیہ ہو کر تم
 نے اسے کیوں سویکاری؟ جیسے کتا چھپ کر ڈاسا کھی جاٹ لے اور اپنے کو دھنیہ دھنیہ ماننے لگے۔ ویسے ہی ایوگیہ
 پوچھا سویکاری کر کے اپنے کو ڈرامان رہے ہو تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ تمہاری پوچھا کر کے پانڈو تمہارا مذاق کر رہے ہیں۔ پھر بڑے کا
 بیاد کرنا۔ اندھے کو روپ دکھانا۔ راج ہین گورا جاؤں کی سبھاس بھادینا۔ جس پر کارا پچان ہے۔ ویسے ہی تمہاری پوچھا
 ہے۔" ایسا کہ کر ششوپال اس سے اٹھ کھڑا ہوا اندھ راجاؤں کو ساتھ لے کر دیباں سے جانے کے لئے تیار ہوا۔ دھرم
 راج بدھشتر نے فوراً ششوپال کے پاس جا کر سمجھاتے ہوئے میٹھی بانی سے کہا۔۔۔ لاجن! آپ کا کہنا اچت نہیں ہے۔

کڑی بات کہنا اذہم ہے۔ ہمارے پتہ نامہ جی دھرم کار سیر نہ جانتے ہوں! ایسی بات نہیں ہے۔ آپ دیکھ کر ان کا ترسکار نہ کیجئے۔ دیکھئے یہاں آپ سے بھی دوتا میں بڑھے چڑھے بہت سے راہ ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھگوان کرشن کی پوجا بڑی معلوم نہیں ہوئی۔۔۔ چیدی نریش! پتہ نامہ بھیشم ہی بھگوان کرشن کے اصلی سروپ کو جانتے ہیں۔ شری کرشن کے سمند میں جیسا انکو تو گیان ہے ایسا آپ کو نہیں ہے۔ یہ ہشتر اس پر کار کہہ ہی رہے تھے کہ بھیشم پتہ نامہ ہشتر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ دھرم راج! بھگوان کرشن تریلوکی میں سب سے سریشٹھ ہیں۔ جو انکی پوجا ہم نہیں کر سکتا۔ اسے سمجھانا بیکار ہے۔ ہشتری دھرم کے اوسار جو جسے یدھ میں حیت لیتا ہے۔ وہ اس سے شریٹھ مانا جاتا ہے بھگوان کرشن نے ان راہاؤں میں سے کس پر روجے پر اپت نہیں کی ہے؟ ایک کا نام تو بتاؤ؟

یہ صرف ہمارے ہی پوجیہ نہیں بلکہ سارا نبات ان کی پوجا کرتا ہے۔ یہ سب جگت کے ادھار اور اٹھتا ہیں میں اتنا ہوں کہ یہاں بہت سے گورو جن اور پوجیہ ہمارے پیش حاضر ہیں پھر بھی سب کے ادی کارن ہونے کے ناطے بھگوان کرشن ہی سرور پری پوجنیہ ہیں۔ بھگوان کرشن کی پوجا کا نشیدہ کرنے کا کسی کو بھی ادھیکار نہیں ہے میں نے اپنے جیون میں بڑے بڑے گیارنی پرشوں کا ست سنگ کیا ہے۔ اوسان سے سرور گنوں کے ادھار سروپ بھگوان کرشن کے درو گنوں کا درن سننا ہے۔ بھگوان کرشن نے اپنے جنم سے لے کر جتنے شریٹھ کرم کئے ہیں۔ ان کا میں نے ہمارے پرشوں سے شرون کیا ہے۔ ارے ششوپال! ہم لوگ کسی سوارتھ سے یا رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہوئے یا ان کے اپکاروں کی وجہ سے انکی پوجا نہیں کرتے۔ ہماری پوجا کا کارن تو یہ ہے کہ بھگوان کرشن جگت کے سب پرانیوں کے لئے شنگے کے کارن ہیں۔ اور سب کے پوجنیہ ہیں۔ بیش ویرنا اور وجے میں کوئی بھی بھگوان کرشن کے سمان نہیں ہے۔ رنگین میں نہ بن میں کوئی بھی سنسار میں شری کرشن جی سے بڑھکر نہیں ہے۔ دان۔ کوشل۔ شاستر گیان۔ ویرنا۔ سنکو ج۔ کیرتی۔ بدھی۔ نمرتا۔ لکشمی۔ دھیرج۔ صبر۔ اور درھتا۔ وغیرہ سمی گن سدا ان میں فوس کرتے ہیں۔ وہ پر م گیانی ہیں۔ ہم ان کو اپنا آچار یہ اور گورو مانتے ہیں۔ وہ ہمارے سب کچھ ہیں۔ اس لئے ہم نے سب سے چیدا انکی پوجا کی ہے۔ ساری سریشی کی اپتتی اور پر لے کے وہ ادھار ہیں۔ وہ ہی سب سریشی کے کرتا رہے۔ وناش شیل سب ہی پیار تھوں سے پرے وہ اوناشی ہیں۔ اس لئے سب سے بڑھکر پوجنیہ ہیں۔ بھگوان کرشن سدا سرور سب روپوں میں پرگٹ ہو رہے ہیں۔ یہ کہہ کر بھیشم پتہ نامہ چپ ہو گئے۔ دیو شری ناودجی جی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تینوں لوگوں کی دوتا جلتے ہیں۔ انہوں نے سب کے سامنے بڑے پیشٹ لفظوں میں کہا۔ کہ جو لوگ کم نتر بھگوان کرشن چندر کی پوجا نہیں کرتے۔ وہ زندہ رہتے ہوئے بھی مردہ لاش کے سمان ہیں۔ اس کے بعد ہمدیہ نے براہمن اور ہشتریوں کی پوجا کی۔ اس پر کار پوجا کا کام ختم ہوا۔

لیکن ششوپال نے بھری سبھاس میں بھگوان کرشن کو گالیاں نکالنی شروع کر دیں۔ اور بھگوان کرشن گھبرتا سے سننے رہے۔ جب ششوپال چپ کر گیا۔ تو بھگوان کرشن نے تمام راہاؤں کو مخاطب ہو کر کہا۔۔۔

راہاؤ! یہ ہم لوگوں کا سمندھی ہے۔ پھر بھی ہم سے دشمنی رکھتا ہے۔ اس نے ہم یدو ویشیوں کا ستیاناش کرنے میں کوئی کسر مٹا نہیں رکھی۔ اس دوتا نے میری غیر حاضری میں دوار کا پوری پر ہلا بول دیا اوسا سے جلا ڈالنے کی کوشش کی

جس سے بھوج راج ریوتک پرست پر سیر کرنے گئے ہوئے تھے۔ اس نے اُن کے سمجھی ساتھیوں کو مار ڈالا اور کچھ کو باندھ کر اپنی راجدھانی میں لے گیا۔ جب میرے پتا شو میدھیہ کر رہے تھے تب اس پاپ اُتھانے اس میں دھن ڈالنے کے لئے بیگیہ کے گھوڑے کو پکڑ لیا تھا۔ بدروشتی تپتوی، بھجوروان کی پتی جس سے سو ویر دیش کے لئے جا رہی تھی۔ یہ اُسے دیکھ کر موہنت ہو گیا۔ اور بک پور وک اُسے ہر بیا۔ مری بہن سمجھدرا جب ارجن کو پتی روپ میں حال کرنے کے لئے تپ کر رہی تھی تب اس دُشٹ نے اُس کا تپ بھڑا کرنے کی کوشش کی۔ یہ سب کچھ دیکھ کر مجھے برا کشت ہوتا تھا۔ لیکن اپنی بھوا کنتی کی بابت مان کریں اب تک چپ رہا۔ ارج یہ دُشٹ آپ لوگوں کے سامنے بکواس کر رہا ہے۔ اب میں اس کو سہن نہیں کر سکتا۔ اس کے ننو اپرا دھ میں کھا کر چکا ہوں۔ اب اس کا انت اچکا ہے۔ یہ کہکر بھگوان کرشن نے سُدرشن چکر کا سمن کیا۔ سمن کرتے ہی چکر اُن کے ہاتھ میں چلنے لگا۔ سُدرشن چکر نے فوراً اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔ سب لوگوں کے دیکھتے دیکھتے ششوپال کے منہ سے ایک جیوتی نکلی۔ جو سُدرشن کرشن کے منہ میں سما گئی۔ یہ ادبھت گھٹنا دیکھ کر سب لوگ حیران رہ گئے۔ ششوپال کی سہائتا کا دم بھرنے والے راجہ لوگ ڈر کے مارے وہاں سے بھاگ گئے۔ باقی جنتا بھگوان کرشن کی پرستش کرنے لگی۔ دھرم راج یدھشٹر کی اُگی سے بھیم سین اور سہادیو نے ششوپال کے پرست سندکار کا پر بندھ کیا۔ اس کے بعد راجہ یدھشٹر نے سمجھی راجاؤں کے ساتھ ششوپال کے پتر کو چیدی دیش کا راجہ سو ریکار کر لیا۔ اور اُسے تاج پہنا دیا۔“

کروں تیرے گلشن کی میں باغبانی
تیرے قدموں میں ختم ہو زندگانی
مجھے جامِ وحدت پلائے جا سانی
نہ سنا ہی کم ہیں نہ مے کی کمی ہے
بھٹکتے ہی گذرے زبیرِ زندگی بھی
اداؤں پہ دنیا کی میں مر مٹا ہوں
خرابی یہی ہے سمجھتے ہوئے بھی
یہی ٹیڑھا پن ہے اسے تم نکالو

تیرے در پہ اب ٹرنگوں کا بیڑا ہے
اٹھا دو گرا دو یہ تیری رضا ہے

گیت
کروں تیرے
گلشن کی
میں باغبانی
لذ

پندت برجموہن جی قدا

گورو گرتھ صاحب میں

(بھگوان کرشن کی استی)

(مارو محلہ 5 - دھنیہ گورو ارجن دیو جی)

اچیت پاربرہم پریشور انتریامی
 رکھی کیش گورو دھن دھاری
 موہن مادھو کرشن مزارے
 جگ جیون اوناشی کھا کر
 بھگت وچھل اناکتھہ ناستے
 واسودیو نرنجن داتے
 مچھند منوہر لکھی ناراین
 کلا گنت کریں کنتوہل
 سانول سندر روپ بناویں
 بن مالا و بھو کھن کمل بنین
 سنکھ چکر گدا ہے دھاری
 پیست پیتمبر تر بھوان دھنی
 سارنگ دھر بھگوان بیٹھولا
 آپے گوپی آپے کا ہنس
 آپ آپاویں آپ کھیاویں
 درشت مان ہے شکل متھینا
 کہو ناناک بھگت پے مرنائی

مدھو سودن دامودر سوامی
 مرنی منوہر ہری رنگا
 جگدیشور ہرجیو امہر سنگھائے
 گھٹ گھٹ واسی ہے سنگا
 گوپی ناکتھہ سنگی ہے ساکتھہ
 برن نہ ساکول گن انکا
 درو پدی لجا نوار اودھارن
 آنند و نودی نہہ سنگا
 بین سنت سب موہینکا
 سندر کنتل مکٹ بین
 ہما سارکتی ست سنگا
 جگن ناکتھہ گوپال مکھ بھنی
 یں گنت نہ آوے سرننگا
 آپ گنو چسراویں بانا
 تھہ ٹیپ نہیں اک تل رنگا
 اک مانگوں دان گوبند سنت رینا
 دیہو دھس من رنگا لگا

اناکتھہ ناستے
 مچھند منوہر لکھی ناراین
 کلا گنت کریں کنتوہل
 سانول سندر روپ بناویں
 بن مالا و بھو کھن کمل بنین
 سنکھ چکر گدا ہے دھاری
 پیست پیتمبر تر بھوان دھنی
 سارنگ دھر بھگوان بیٹھولا
 آپے گوپی آپے کا ہنس
 آپ آپاویں آپ کھیاویں
 درشت مان ہے شکل متھینا
 کہو ناناک بھگت پے مرنائی

نوٹ :- مندرجہ بالا بانی گورو ارجن دیو جی ہمارا جی ہے جسے ہم نے شہر میں جن کے ارٹھ بالکل سپیشل ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ
 گورو ہمارا جی نے بھگوان کرشن کو مکھشات ناراین کا اوتار تسلیم کیا ہے مغرب زدہ سیاسی لوگ اپنے من گھڑت ارٹھ کر کے اگر اس
 بانی کو بھی جھٹاڑنا چاہیں تو وہ پاکے جہاں بکر نرک گامی ہونگے۔ کاش کہ ہم بکار دشمن انگریز کی کٹل فنی کو سمجھیں جس نے مغربی تعلیم
 اور مغربی تہذیب و دیگر میں اوتار لے اور دھرم گرتھوں سے منفر کر دیا ہے اور ہم شتر بے عمار کی طرح اس بھگت کے بھگتی نام نہاد لیڈروں

کے پیچھے آنکھیں بند کر کے بھاگے جا رہے ہیں اور ہم صحیح دھرم مارگ (جرنیلی سٹرک) کا تیاگ کر کے غلط راستہ پر گامزن ہو گئے ہیں۔ جو کہ صریحاً بتا ہی کا راستہ ہے۔ کیونکہ موجودہ سیاست کا اور دھرم کا کوئی میل ہی نہیں ہے۔ دھرم کا راستہ سیاست سے بالکل مختلف ہے۔ دھرم کو چھوڑ کر ہم کبھی شکہ اور شافی کو پروا پت نہیں کر سکتے۔ سناٹا ویدک دھرم ہی وہ راستہ ہے جس پر ہمارے رشی مہی اوتار اور گورو صاحبان گامزن تھے ہمیں بھی ستر دھا اور پورن دشوئس کے ساتھ اسی راستہ کو اپنانا چاہئے۔ ورنہ ہمارا کلیان نہ ہوگا۔

چوتھی پادشاہی شری گورو رام داس جی نے بھی جھگوان کرشن پر شرو دھا پر گٹ کی ہے اور ان کو پار دھرم کا اوتار مانا ہے۔ اور ان کی تمام لیسلاؤں کا ذکر مندرجہ ذیل بانی میں کر دیا ہے۔ اگر اس بانی پر بھی ہمیں یقین نہ آئے تو ہماری بد قسمتی ہے۔ اور ہمارے پاپ کرم دامن گیر ہیں۔ جو ہمیں کرشن جھگنی سے محروم رکھ رہے ہیں۔

امرت بانی محلہ ۴

آپے گوپی کا ہن ہے پیارا	بن آپے گٹو چہرا
آپے سا قول سندر پیارا	آپے بنسی بجبا
گوویا پیڑ آپ مرا تیندا پیارا	کر بالاک روپ چپا
آپ اگھاڑا پائیندا پیارا	کر دیکھے آپ جوجا
کر بالاک روپ اپائیندا پیارا	چند ور کس کیس مارا
آپے ہی بل آپ ہے پیارا	بل بھنے مورکھ مسکدا

گورو گوبند سنگھ جی کا یہی تھا جھگوان کرشن نے مار لیا۔

دسویں پادشاہی گورو گوبند سنگھ جی نے بھی اپنے دشمن گرنٹھ میں جھگوان کرشن۔ جھگوتی دُر گا اور باقی تمام اوتاروں پر شرو دھا کے پھول چٹھائے ہیں۔ کاش کے ہم لوگ اپنے دھرم گرنٹھوں کا دھمی پوروک سوا دھیا ئے کریں۔ ہندوؤں میں تو بیشتر ایسے لوگ ہیں۔ کہ جنہوں نے دشمن گرنٹھ کو پڑھنا تو دو کینارہ درشن بھی نہیں کئے۔ اور سیاسی لیڈر اس جہان گرنٹھ کو منظر عام پر لانا نہیں چاہتے۔ کیونکہ اس کے پڑھنے سے ہندوؤں اور سکھوں میں نفرت کا جذبہ ختم ہو کر ان کی لیڈری کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔

جنوری ۱۹۷۲ء کا نیا سالنامہ ”پرمارٹھ انک“ کے نام سے منسوب ہوگا جس میں ایک مہاتما اور تلامشی کی گفتگو میں نیت کا سا بھر دیا گیا ہے۔ منشی سورج نارائن تھپڑ کا کھٹ دشن اور اٹلی چیل زرویش کتاب کی ایک دہک بیاں بھی دی گئی ہے۔ ان حضارین کے علاوہ سرت خدیو لک پر ہریش شوبرت لال جی دھرم کا حصون ہوگا۔ گورو گرنٹھ صاحب میں انا ہر شیکار کا بیشمار بار ذکر آتا ہے۔ اور آجکل رادھا سو می مت والے بھی اسی کا پرچار کرتے ہیں ابھی اسی لوگوں کیلئے یہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

بھگوان کرشن کا ادبھت اوار

(از قلم شری ایس رام کرشنن)

تیس مارچ ۱۹۷۱ء کا دن تھا۔ آدمی رات کا سہمہ دورہ تھا۔ سینکڑوں شرحوالو شری ایس ایس سہراشم کے نو اس ہتھان نمبر بی۔ ایکسٹریا بلڈ ٹانگ جیوائی ہتھان (مبئی شہر کے فواحات میں) میں اکٹھے تھے۔ وہ سب کے سب ہر ہولی نس شری لا شری پیسری ملائی سوامی گ کے دشمنوں کی پرنیکش کر رہے تھے۔ مجھے بھی کوئی غیبی شکتی وہاں کشال کشال لے گئی۔ حالانکہ اسی شام سوامی جی کے ایک شرحوالو نے مجھے بھی وہاں بلایا تھا۔ اور میں نے آنے سے انکار کر دیا تھا۔

اس کے باوجود کسی غیبی شکتی نے مجھے وہاں جانے پر مجبور کر دیا۔ اور میں اتنا لمبا سفر طے کر وہاں موجود تھا۔ شام کو اٹھ بجے میں اپنی ماما اور اپنی پتیوں کے ہمراہ اپنے گھر سے نکلا اور ایک گھنٹے بعد یعنی پورے نو بجے وہاں پہنچ گیا۔ اس وقت پوجا چل رہی تھی اور قریب ساپت ہونے کے بعد سوامی جی نے وجھوتی بانٹنی شروع کر دی تھی۔

ہمیں پوجا گروہ میں لے جایا گیا۔ میں نے اپنی شرحوالہینٹ کرنے کے بعد سوامی جی سے پراٹھنا کی کہ وہ بھون جنرل (انگریزی کا دھارماک میگزین لیکھا۔ اس کے ایڈیٹوریل سٹاف میں ہی) کے لئے بھگوان کرشن کے بارے ایک مضمون لکھ کر دیں۔ انہوں نے اس سے پہلے بھگوان رام پر ایک مضمون دیا تھا۔

اس پر سوامی جی کا چہرہ ایک مدھری مسکراہٹ سے روشن ہو اٹھا۔ وہ بولے۔ "تو بھگوان رام کے بعد کرشن! پہلے بھیک بھگوان رام کے بعد ہی بھگوان کرشن کا اوتار ہوا ہے۔"

اس کے بعد سوامی جی نے مجھے تھوڑی دیر باہر رکنے کو کہا۔ میرے ساتھ ہی ڈاکٹر رنگ ناھنن، ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ میڈ (وی آنا) ایل۔ او۔ ڈی۔ او (لنڈن) شری ٹی وی یکلا سوامی وک سبھا کے سابق ممبر اور دو تین دیکتی بھی تھے ہم پوجا گروہ سے اٹھ کر ساتھ والے کمرے میں چلے گئے۔ اس کمرے میں شرحوالوں کی بھیڑ اکٹھی تھی۔

ہم باہر آئے تو سوامی جی نے کمرہ بند کر دیا۔ دو تین منٹ بعد ہی سوامی جی نے کمرہ دوبارہ کھول دیا۔ اور خود دہلیز پر کھڑے ہو گئے انہوں نے مجھے سامنے کھڑے ہونے کو کہا تھا۔ اور پھر کہ میں دونوں پھیلیاں پھیلا دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔

اور سوامی جی ایک ٹانگ مجھے دیکھنے گئے۔ میرا ہر دے جیسے ایک دم راک گیا۔ سوامی جی کے چہرے سے یوں گھٹا کہ وہ باہر کی دنیا سے بے نیاز من کی دنیا میں کھو گئے ہیں۔ "ہر طرف خاموشی چھا گئی تھی۔ اور تب سوامی جی کے منہ سے اتنا کو جھنجھوڑ دینے والا تامل بھاشا کا ایک گیت پھوٹ پڑا۔ (یاد رہے کہ سوامی جی صرف تامل بھاشا ہی جانتے تھے۔)

گیت بھگوان مودوگ کی استی میں تھا، اور بہت چھوٹا سا تھا۔ اس کے بعد وہ تامل بھاشا میں ہی بھگوان سے کہنے لگے۔ "پڑھو! اس سے پہلے ہی تم نے میری پراٹھنا اسدیکار کر کے بھون جنرل کیلئے بھگوان رام پر ایک لکھ دیا تھا۔ اب وہ پھر آئے"

ہیں۔ اور بھگوان کرشن پر ایک لیکچر مانگتے ہیں۔ میں آپ سے الودھ کرتا ہوں کہ میری اس پرارتھنا کو سہولیکار کریں۔۔۔۔۔
کرپاکریں بھگوان.....

اور سوامی جی کی امانت بے حد مدہم ہو گئی لیکن اس امانت میں گہرائی اور بے پنی زیادہ سے زیادہ ہوتی گئی۔ سینکڑوں شردھالو اور میں خود دم بخود ہو کر بڑے احترام سے کھڑے رہے۔ سوامی جی نے تین بار بھگوان سے پرارتھنا کی اور تیسری بار کے بعد سوامی جی کا سارا اثر میرے سر سے پاؤں تک کاپنے لگا۔۔۔ اور پھر ایک غیر واضح سی آواز ہوئی۔ جیسے کہیں اور اسی پلٹے جا رہے ہیں۔ اور پھر اچانک سوامی جی کی ہتھیلیوں پر کاغذوں کا ایک پلندہ نہ جانے کہاں سے آن گرا۔ اس وقت انہوں نے وہ مجھے دیدیا بھی شردھالو پر بھوکا کیرتن کرنے لگے۔۔۔ میری اور سب کی آنکھوں کے سامنے ایک چمنکار ہو گیا تھا۔

اور میں نے جب اپنی حیرت پر تھوڑا سا قابو پایا تو اپنے ہاتھوں پر دھڑکے کاغذوں کے پلندے پر نگاہ ڈالی۔ سب سے اوپر عنوان لکھا تھا۔ ”بھگوان شری کرشن“۔ فلسفیکے سٹرے پائی صفحے تھے جن کے اوپر کے بائیں سرے پر ایک ٹیگ لگا کر باندھا گیا تھا۔ کاغذ کی قسم، ٹائپ کے الفاظ اور ربن کی سیاہی کا رنگ۔۔۔ سب ویسے ہی تھے جیسے پچھلے مضمون کا۔۔۔۔۔ وہ مضمون بھگوان رام پر لکھا گیا تھا۔

شردھالوؤں کی جگہ سا کو شانت کرنے کے لئے میں نے سوامی جی سے وہ لیکچر پڑھنے کی اجازت مانگی۔ میں نے یہ مضمون سیدھا انگریزی میں پڑھ ڈالا۔ ڈاکٹر رنگ ناٹھن اس کا ترجمہ ایک ایک فقرے کے ساتھ تامل میں کرتے گئے تھے۔

جب میں یہ مضمون پڑھ رہا تھا تو میں نے دیکھا تھا کہ اس میں سیاہی سے چند غلطیاں درست کی گئی ہیں مثلاً ایک شد تھا۔ کاسک غلام“ جسے بڑے شبدوں میں ٹائپ کیا گیا تھا۔ میں نے دیکھا۔ انگریزی کے الفاظ ”سی“ اور ایلف کو کاٹ کر سیاہی سے بڑے اکشروں میں لکھا گیا تھا۔ اس طرح سے اس سارے پلندے میں بھیا سات غلطیاں سیاہی سے یعنی قلم سے ہاتھ کے ساتھ درست کی گئی تھیں۔

اس بارے میں میرے پوچھے جانے پر سوامی جی نے بتایا کہ ”یہ مضمون بھگوان مورگ کے نوڑن دیروں میں سے ایک نے ٹائپ کیا تھا۔ اور اس میں جو غلطیاں درست کی گئی ہیں ان کو بھگوان نے اپنے ہاتھوں سے درست کیا ہے سوامی جی کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا کاغذ تھا۔ دفعۃً اُن کے چہرے پر محویت کا پھر وہی عالم چھانے لگا جیسا کہ پہلے چھایا تھا۔ محویت کے اسی عالم میں سوامی جی نے اپنی انگلی اُگے بڑھائی اور اُس کاغذ کو چھو لیا۔ اور کہا۔ ”پر بھو جو اشدھیاں آپ نے درست کی ہیں انکی تفصیل دیں۔“ اور تب انہوں نے کاغذ کا وہ ٹکڑا مجھے کھما دیا۔ میں نے حیرت سے دیکھا کہ اس کاغذ پر سیاہی سے اُن اشدھیوں کی فہرست دی گئی تھی۔ فہرست میں آٹھ لائنیں تھیں۔ میرے ساتھ ہی تھانہ میونسپل کمیٹی کے فائس پارٹنر ڈنٹ۔ شرما نے ایس۔ ڈیکشت بھی کھڑے تھے وہ بنو سینا کے نیتا ہیں۔ اور اسی مکان میں رہتے بھی ہیں۔ انہوں نے اشدھیوں کی فہرست مجھ سے مانگی اور لیکچر کے ساتھ بلانے لگے وہ بالکل ٹھیک تھے۔۔۔ لیکن ہماری حیرت یہیں پر ختم نہ ہوئی۔

میں نے پوچھی دیوار پر لگے کلاک پر نگاہ ڈالی۔ رات کے بارہ بج کر حیدر منٹ ہی ہوئے تھے۔ میں نے یہ بات کہنے کی جرأت نہ کی کہ بھگوان کرشن پر لکھا گیا یہ دیوی لیکچر بھی عین اُس وقت پہنچے گرا ہے جب بھگوان کرشن کا منہ میں جنم ہوا تھا۔

سے ہی نہیں اس دن بھی تو آشمی اور کرشن پچش کی آشمی تھی۔ اس عجیب اتفاق پر میں حیران ہو رہا تھا۔ یہ بات مجھے تب بتی جب دوسرے دن اسی دشتے پر میں اپنے ایک دوست کے ساتھ بات چیت کر رہا تھا۔ میں نے یہی بات بعد میں سوامی جی سے پوچھ لی۔ وہ بولے: "بھارت ورش ایک جہان پنیہ بھومی ہے اور جہانوں کے مسلسل آگن سے ان کے قدموں سے پوتر ہوئی رہی ہے۔ آج بھی اس دھرتی پر جہان آتما ہیں موجود ہیں۔ لیکن لوگ ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ ان کی شکستی لاکھوں آگنا زیادہ ہے۔ وہ ہمارے سامنے ہونے کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہیں ہی ایسے ویکیتیوں کی تلاش کرنا ہے تبھی بھارت بھومی کا ادھار ہوگا۔ لیکن اُس کی مرضی کے بغیر ایک تنکا بھی تو نہیں ہل سکتا۔ میں بھی تو بھگوان کا ایک حقیر سا بھگت ہوں۔"

بھگوان کرشن نے گیتا میں کہا ہی تو ہے۔ "مورکھ لوگ مجھے... سرشٹی کے کرتا کو نہیں پہچان پاتے میں بھوتاک وسترول میں ہونا ہوں۔ وہ صرف اُن کو ہی دیکھتے ہیں۔... مجھ کو نہیں۔" سوامی جی نے کہا۔ "آج کے بھارت میں بھی ایسے ہمارش آکر بہت سے کاریہ کریں گے۔"

(ایس۔ رام کرشنن۔ ایڈیٹر بھون جزل)

وہ لیکھ جو سوامی جی کو دوشیہ شکتی سے ملتا۔

بھگوان کرشن کا اوتار سمپتورن اوتار ہے۔ بھگوان کرشن نے اپنے اوتار پرش ہونے کی بات بار بار کہی ہے۔ وہ بھگوان رام کی طرح نہ تھے۔ بھگوان رام کو اُن کے اوتار ہونے کی بات بتانی پڑی تھی۔ رام نے کہا تھا۔ میں اپنے آپکو ایک عام انسان سمجھتا ہوں۔ جب اُن سے برہما اور دوسرے دیوتاؤں نے پوچھا کہ وہ اُس وقت خاموش کھڑے کیوں دیکھتے رہے جب بھگوانی سینتاگنی پر کھشاکے لئے آگ میں کود گئی تھیں۔ تو بھگوان نے اور والا جواب دیا تھا۔ (اہم منم منشیہ مانہ) لیکن بھگوان کرشن نے کہا تھا۔ "میں سادھو لوگوں کی رکھشاکے لئے اور دشمنوں کا ناش کرنے کے لئے اور دھرم کی سہا پنا کے لئے ہریاک میں جنم لیتا ہوں۔"

بھگوان کرشن نے کسی وقت بھی دشمنوں کا اوتار ہونے کی بات کو کسی جگہ بھی چھپانے کی کوشش نہیں کی۔ جنم کال سے ہی انہوں نے سرشٹی کے کرتار کے روپ میں خود کو ظاہر کیا۔ جب وہ جیل خانے میں پیدا ہوئے تو اپنی ماما دیوی اور پتا دسودو کو دشمنوں کے روپ میں نظر آئے تھے۔ انہوں نے دیوی کو بتایا تھا۔ "سو بھو منو تر میں تمہارے بقی دسودو پر ہما پتی تھے۔ اُن کا نام ستھپ تھا۔ تمہارا نام تب پرسنی تھا۔ برہمانے تم دونوں کو اپنی کرنے کی آگیا دی تھی۔ تم دونوں نے تب میرے لئے برہما کے آگے بنیتی کی اور جب میں آیا تو تم دونوں نے در مانگا۔ کہ میں تین بار آپ کے ہاں جنم لوں۔ اس کارن میں تین بار آپ کے گرجہ میں پتر بن کے آیا ہوں۔ دوسرے جنم میں تم ادتی تھیں اور دسودو پر کیشپ تھے۔ تب میں دامن بن کر آیا تھا۔ اب یہ تمہارا تیسرا جنم ہے۔ اب میں آخری بار آپ کا پتر بن کر آیا ہوں۔ اس کے بعد تمہارا کوئی جنم نہ ہوگا۔ میں نے یہ بات تمہیں اسلئے بتائی ہے کہ تم کو اپنے پچھلے جنموں کا حال۔ نوم ہو سکے اور اسی کے مطابق آپ بھوشیہ میں کاریہ کر سکیں۔ میں اب اُسی روپ میں جنم لوں گا۔ جس روپ میں کہ تم نے میرے درشن کئے۔ یہ اوتار نہ صرف تمہاری اچھائی ہی پوری کرے گا۔ بلکہ دیوکار نے

بھی کر دیا۔ اس لئے ہے و سودیو! احم نے مجھے لوکل میں لے جانا ہوگا۔ مجھے لیشودھا کے پاس بٹا دینا ہوگا۔ لیشودھا کے بھی ایک پُتری جنم لے رہی ہے۔ وہ میری لوگ لایا ہے۔ اس جلیخانے کے دروازے تمہارے راستے میں رکاوٹ نہ بنیں گے وہ خود بخود کھل جائیں گے۔ جتنا بھی راستہ پھرنی پڑیگی۔ اور اس طرح جلی میں ہی دیو کی نے بھگوان کو جنم دیا۔“

اس کے بعد بھگوان نے بشودھا کو سر مشی کرتا ہونے کا اپنا روپ دکھایا۔ جب بشودھا نے بال کرشن کو مسیٰ کھانے پر بلانے اور انہوں نے منہ کھولا تو بشودھا کو اُس میں تینوں لوگوں کے درشن ہوئے تھے۔ بشودھا حیران رہ گئی تھی۔ وہ سوچنے لگی کہ کیا وہ جاگ رہی ہے یا پسینا دیکھ رہی ہے؟ تب بھگوان نے وہ درشہ مٹالیا اور سادھا رن روپ میں ہی آگئے۔ بھگوان کے پیار کو پوری طرح سے پانا چاہتے تھے۔ بشودھا نے بھی پچھلے جنم میں یہ ورے رکھا تھا کہ وہ بھگوان کو ماں کا پیار دینے کے کرشن اوتار۔۔۔ جہا اوتار تھا۔ بھگوان نے بہت سے چمٹکار دکھائے تھے۔ چمٹکاروں کا دکھانا اُس سے بے حد ضروری ہو گیا تھا۔ ستیہ کی رخصتا اور اسنتیہ کے ناش کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا۔ یہ وہ سب تھا۔ جب پاؤں سے بھرے کنس نے اپنے پتا کو گدوں سے ہٹا کر مٹھ کا سنگھاسن خود ہتھیا لیا تھا۔ اُس نے اپنے سسر حیراسندھ کی سہائتا سے پاپ کا راجہ چلا رکھا تھا۔ ایک طرف کال یون بھی تھا۔ وہ ایک پلیچر راجہ تھا۔ وہ بھی پاپ کا اوتار تھا۔ دوسری طرف نرکا سب بھی تھا۔ شمشو بال۔ شالو وغیرہ دوسرے پاپی راجہ بھی تھے۔ اور ان سے تنگ تھے۔ ان سب کے ناش کینے بھگوان کو خود جنم لے کر آنا پڑا تھا۔

بھگوان نے اہبت سے جھٹکار دکھائے تھے وہ پوتنا کا جیون رس پی گئے۔ شکستہ سر کو مار ڈالا تھا۔ تل کو بار آور
منی گرو جی برکش بن کر کھڑے تھے۔ بھگوان نے ان کو انسانی شکل دی تھی۔ بکاسر اور اگھا سر بھی کم لوک کو چنے گئے۔
کنس نے کرشن کے چہنکاروں کے بارے میں سنا۔ لیکن پھر بھی اُسکی آنکھیں نہ کھلیں اور یہ حیرانی کی بات نہ تھی کیونکہ برہما
بھی بھول میں آگئے تھے۔ انہوں نے بھی بھگوان کو پرکھنے کی کوشش کی تھی۔ بھگوان برہما کی مورکھتا پر صرف مسکرا کر رہ گئے تھے۔
اور بھگوان خود برسوں تک گو اے روپ میں گائیں چراتے رہے تھے۔ برہما نیچے یہ دیکھنے کے لئے آئے کہ ان کے کاریہ کرشن پر کیسیا
پر بھاء ڈال رہے ہیں۔ اس نے بھگوان کی گوئیں لے جا کر چھپا دیں۔ لیکن برہما یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ گوئیں وہاں بھی موجود
ہیں۔ جہاں اُس نے ان کو پھپھار کھا تھا۔ اور وہاں بھی ہیں جہاں کرشن تھے دونوں میں برہما بھی پہچان نہ کر سکے کہ اصل گوئیں
کونسی ہیں۔ اور تب ہی برہما نے دیکھا کہ ہر گائے کے ساتھ کرشن کھڑے ہیں اور ہر کرشن کے سامنے برہما جھک کر منسکار کر رہا
ہے۔ یہ دیکھ کر برہما کے پیش آڑ گئے۔ وہ بت بن کر کھڑا رہ گیا۔ اُن کے من سے ویدوں کا گایان مٹ گیا۔ اُسکی شکستیاں
جاتی رہیں۔ آنکھیں دھندلی ہو گئیں۔ اور تب بھگوان کرشن نے برہما کا یہ بھرم بال دور کر دیا۔ برہما کو اُس کی شکستیاں مل گئیں۔
اور بھگوان کرشن سے کھسما مانگنے لگا۔

کرشن کے پتا مند کو بھی پتہ تھا کہ کرشن نارائن کے اوتار ہیں۔ گوہوں نے بھی کرشن کے چمٹکاروں کو دیکھا تھا۔
 کایا ناگ کا پکڑنا۔ جنگ کی آگ کو پی جانا۔ گودھن کو اپنی انگلی پر اٹھالینا۔۔۔۔۔ سب لوگ حیران تھے کہ کرشن جادوگر ہے
 یا کوئی دیوی پُرش؟ مند نے اُن کو بتایا کہ کارگ ارجاریہ نے مجھے بتایا ہے کہ کرشن نے ہریگ میں اوتار لیا ہے۔

وہ ناراض ہے۔ وہ وشو ہے اور سنسار کی رکشا کرنے آیا ہے۔ وہ ناراض ہے۔ وہ بھگوان ہے اور سنسار کی رکشا کرنے آیا ہے۔

کرشن اپنی شکستی تھی دکھاتے تھے جب ضرورت ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ ارجن بھی اُن کے سموہن میں پڑ کر اُن کو ایک سادھارن ولیکتی ہی سمجھتے تھے۔ درلودھن نے تو اُنکے بکڑنے کی کوشش بھی کی تھی اور تب انہوں نے اپنا وشورُپ دکھایا تھا۔ اندھے دھرت راشٹرنے بھی یہ دُشیدہ دیکھا تھا۔ ارجن جو ہمیشہ اُن کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ وہ بھی بھرم میں پڑ گیا تھا۔ کوروکھشتر کے بیڈھ سفھل میں اُس نے تو لڑنے سے ہی انکار کر دیا تھا۔ تب بھگوان نے اُسے اپنا وراث رُپ دکھایا تھا۔ اور اُسے لڑنے پر تیار کیا تھا۔ ارجن کا شک جاتا رہا تھا۔ وہ اُن کا وراث رُپ دیکھ کر ڈر گیا تھا۔ کہنے لگا۔ تم تو مٹی کے کرتا ہو۔ سب چیزیں تم اور تم سب میں ہو۔ تم سے پرے کوئی دستو نہیں۔ میرا تھیں پر نام ہے پھوٹا اپنی کرپا کا دان۔ ایشور! میں تمہیں کرشن کہہ کر بلاتا رہا ہوں۔ ہے یاد اور ہے سکھا کہہ کر پکارتا رہا ہوں تاکہ میں نے تمہارا مذاق تک اڑایا ہے۔ یہ سب میں نے اپنے اگیان میں کیا ہے۔ مجھے کھشا کر دو۔ میں نے تمہارا وشورُپ دکھا ہے۔ میں مجھے سے بھر گیا ہوں۔ میں اس وراث دُشیدہ کو اور زیادہ نہیں دیکھ سکتا۔

بھگوان پرست ہو کر بولے۔ میں نے اپنی لوگ شکستی سے تمہیں اپنا انادی، اننت رُپ دکھایا ہے۔ اس رُپ کے درشن آج تک کسی نے نہیں کئے۔ تم ڈر نہیں۔ میں اپنے پہلے رُپ میں آ رہا ہوں۔

ارجن کو دکھایا جانے والا وشورُپ دھرت راشٹرنے دیکھے وشورُپ سے بڑھ کر تھا۔ لیشودھا کے دیکھے رُپ سے بھی زیادہ وہاں تھا۔ لیشودھا کو دکھائے جانے والے رُپ کو انہوں نے اپنی مایا سے ڈھانپ رکھا تھا۔ درلودھن کو اہنکار ہو گیا تھا۔ اُس کے اہنکار کو چور کرنے کے لئے انہوں نے اُسے اپنی ایک جھلک بھر دکھائی تھی۔ لیکن ارجن کی بات مختلف تھی۔ ارجن سنسے میں تھا۔ اُسے اپنے دھرم کا اگیان نہ رہا تھا۔ بھگوان کو اُس کی اگیانیتا دور کر کے اُسے ٹھیک راستہ پر لانا تھا۔ انہوں نے پارخہ کو پہلے مختلف یوگ بتائے اپنی دُجھوتی بتائی اور اُسے اپنا وراث رُپ دیکھنے کو دیکھو دیتے اور اُسے کہا کہ اُن کے وراث رُپ کو غر سے دیکھے۔ لیشودھا اور درلودھن کو دکھائے جانے والے رُپ بقائیم تھے۔ لیکن ارجن کو دکھایا جانے والا رُپ ایسا نہ تھا۔ ارجن کے علاوہ بھشتم تیارمہ کو بھی کرشن کے اتاری پُرش ہونے کا اگیان تھا۔

اس طرح یہ بات ظاہر ہے کہ کرشن اپنے جیون کال میں ہی اتاری پُرش کے ناتے مانے جانے لگے تھے۔ اور جرن لوگوں نے بھی اُن کی مخالفت کی اُنکو مَنہ کی کھانی پڑی۔ نہ کامر کو بھی انہوں نے اپنے ہاتھ سے مارا کال یون کو بھی مچی کندہ کو لوگ کی اگنی سے جھسم کیا۔ مچی کندہ کو بھگوان کرشن نے اسی مقصد سے تیار بھی کیا تھا۔ جراسندھ کو ہابلی بھیم نے چیر ڈالا تھا۔ تسام کوروں کو۔ ارجن کے ہاتھوں ناش ہونا پڑا تھا۔ اور ارجن کو بھگوان نے کہا تھا۔ ہے ستیہ ساجی! تو کو صرف ممت مارت ہے۔ یہ سب تو پہلے ہی سے کال کے دوارے مار دیتے گئے ہیں۔ تم کھشا تر دھرم کا پالن کر وارا اپنا کر تو یہ پورا کرو۔ ارجن کو مادھیم بنا کر بھگوان نے سنسار کی برکتی کے لئے۔ سنسار کو۔۔۔ گیتا دی ہے۔۔۔ گیتا۔ ایک انادی گیت۔ جس جیون کیلئے۔۔۔ بگ بگ کے جیون کیلئے ایک نکل غلغہ دیا ہے۔ بھگوان اُن کہا تھا۔ میرے من کے بنو، میرے جھلک بنو، میری بوجھا۔

مجھے پر نام کرو۔ مجھ پر کیندرت رہو۔ جو میری بوجھا کرتے ہیں جو ایک من سے میرا دھیان کرتے ہیں۔ میں اُن کی رکشا کرتا ہوں۔

اگرچہ کرشن نے اپنی شکستی دکھائی تھی مگر وہ اسے اپنے دھرم کی برکتی کے لئے کرتا ہے۔ اسی طرح میں بھی کرشن کی برکتی میں رہتا ہوں جیسا کہ وہ میرا چننا کرتا ہے۔ اوم شرم

شرمید بھگوت گیتا کی

عالمگیر مقبولیت “از قلم پروفیسر نرمل چندر جی”

گیتا ہندی سنسکرتی کا ایک بے بہا اور بے نظیر رتن ہے جو اپنی روحانی چمک اور ادنیٰ خوبصورتی کے باعث عالمگیر مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ عالم خیالات کے سدا بدلتے ہوئے موسم اس کی چمک میں زرا فرق نہیں لاسکے۔ اور نہ ہی سائنس کی نگار بڑھتی ہوئی روشنی اسے ماند کر سکی۔ بلکہ یہ کہنا ذرا مبالغ نہ ہوگا کہ جوں جوں دنیا آگے بڑھتی ہے۔ یہ رتن اپنی خوبصورتی کو اور ہی اور دکھاتا ہے۔ اور ایسا نظر آتا ہے کہ نوع انسان کی غیر محدود ترقی کے ساتھ ساتھ اس رتن کی اہمیت اور قدر و قیمت بھی بڑھتی چلی جائیگی۔ مگر ایسا ہونا بلا وجہ نہیں۔ بلکہ قابل فہم ہے۔ دنیا بھر کی کتب مقدسہ جو سب کی سب قابل احترام ہیں۔ کے درمیان بھگوت گیتا ہی ایک ایسی کتاب ہے جو کسی خاص مذہب کسی خاص قوم یا نسل کی کتاب نہیں ہے۔ یہ سب کی ہے اور سب کے لئے ہے۔ چونکہ اس میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ فقط انسانی۔ عالمگیر اور ابدی نقطہ نگاہ سے کہا گیا ہے اس کا مضمرن زندگی ہے۔ رسوم نہیں۔ اس کا اُکھول سچائی ہے۔ عقائد مسائل نہیں اس کا مقصد سب کی حقیقی اور مشترکہ بہتری ہے اسکی نظر واقعیت پر ہے۔ اسکی دلچسپی روزمرہ کے عملی سوالات میں ہے۔ اسکی حرکت مقرون سے مجرور کی بجائے مجرود سے مقرون کی طرف ہے۔ اور اسکی تعلیم ظہور سے حقیقت کی طرف لے جانے کی بجائے ظہور میں ہی حقیقت کا براہ راست دیدار کراتی ہے۔ یہ ہندی فلسفہ کا نچوڑ ہے اور اسکی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بھارت کچھ کے بلند افراؤں کو گویا ایک چھوٹی سی سنہری ڈبیا میں بند کر کے دنیا کے روبرو رکھ دیا گیا ہے۔ صرف گیتا ہی اس شاندار کچھ کی ہمہ پہلو نمائندگی کرتی ہے۔ اس میں صرف درشنوں کا ہی نہیں بلکہ ساری اُپنشدوں کا جو ہندوستان کی قدیم ترین اور عتیق ترین حکمت کے خزانے ہیں۔ سادہ کمال کر دکھ دیا گیا ہے۔ بھگوان وید ویاس جی فرماتے ہیں۔

सर्वोपनिषदो गावो दोग्धा गोपाल नन्दनः ।

पार्थो वत्सः सुधीर्भोक्ता दुग्धं गीतामृतं महत् ॥

ارکھ۔ سارے اُپنشد گوئیں۔ دینے والا گوپال نندن (شری کرشن) ہے۔ ارجن بچہڑا ہے۔ اور سلیم العقل انسان اس گیتا امرت روپی دودھ کو پینے والا ہے۔

گیتا کا نظریہ ہمہ گیر ہے۔ اور اسی لئے گیتا ہی ایک ایسا دھرم گرنٹھ ہے جو کسی بھی مذہب۔ نظام فلسفہ اور طریق عبادت کو خارج نہ کرتا ہو اسبھی مذاہب۔ نظامات فلسفہ اور طریق عبادت کو اپنے اندر انکی مناسب جگہ دیتا ہے انکی حدود سے پرے لے جاتا ہے۔ یہ اختلاف میں وحدت۔ بصیرت میں معیت۔ حرکت میں سکون۔ قید میں آزادی۔ فنا میں بقا۔ انیک میں ایک۔ ایک میں انیک۔ آپ میں سب اور سب میں آپ دکھاتا ہوا اور تمام تضادات (دوئندوں) سے اوپر اٹھا کر ایسی

نظر بخشا ہے۔ جو اُن میں ہی پرانا سما۔ جلگت میں ہی برہم محدود میں ہی غیر محدود اور عارضی میں ہی ابدی دیکھ سکتی ہے۔ گیتا کی اصلی رُوح ایکتا اور سمکرتا ہے۔ اس میں جڑ چیتن۔ پرکرتی پُرش۔ بیہار پرمارتہ۔ گیان و گیان کا تفرقہ نہیں پایا جاتا۔ یہ سب سچائیوں اور سامنوں کا سمنوے کرتی ہے۔ گیان بھکتی کرم اور یوگ کو جیون کی پورنتا میں ایک بناتی ہے۔ پرورتنی میں نورتنی اور نورتنی میں پرورتنی۔ کرم میں اکرم اور اکرم میں کرم۔ سنگ میں اسنگ بھاو۔ اور اسنگتا میں سنگ کا ہونا دکھاتی ہے۔ زندگی سے قرار کی بجائے۔ اسکی قبولیت سکھاتی ہے۔ اور دنیا میں رہ کر بھی دُنیا سے بے لوث رہنے کا راز بتلاتی ہے۔

روایتی طور سے یہ تو کرشن اور ارجن کے درمیان مکالمہ ہے۔ ارجن جہا بھارت کے میدان جنگ میں لڑائی کیلئے تیار ہو کر داخل ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنے مقابلے پر اپنے رشتہ داروں اور محترم بزرگوں کو دیکھ کر امن کے مارے جاتے کے نتائج کا خیال کرتا ہے۔ تب خوف اور غم کے مارے ہتھیار چھوڑ کر ایسی لڑائی کی نسبت سے بھیک مانگنے کو بھی ترجیح دیتا ہے۔ مگر اس پر بھی وہ خود کو آخری فیصلے کے ناقابلِ پا کر اپنے ہی رکھ کے ساتھی اور اپنے ہی بے ہتھیار لنگوٹھے یار شری کرشن سے روشنی کا طالب ہوتا ہے۔

شری کرشن جی جو اس مکالمے میں رُوح کل OVER SOUL کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ارجن کو جو انفرادی رُوح INDIVIDUAL SOUL کا نمائندہ ہے۔ گیتا کے سانت سوشلو کوں میں وہ روشنی دیتے ہیں۔ جو اس خاص میدان میں ارجن کے سوالات کو ہی مکمل طور پر حل نہیں کرتی۔ بلکہ ساری زمین پر ساری انسانی زندگی کے میدان جنگ کے عالمگیر اور ابدی سوالات کو حل کر سکتی ہے۔

گیتا گیان۔ “ساری کائنات ایک حقیقت کا ظہور ہے۔ اور یہ حقیقت اس سے جدا یا باہر یا دور ہونے کی بجائے اسکے اندر ہی موجود اور سب کا اپنا آپ ہے اور یہ چیزوں اور جانداروں کے اندر بٹ نہیں گئی بلکہ ہر ایک جزو میں کل میں کلی طور پر موجود ہے۔ اس میں سب کی وحدت اور سب کا سب سے رشتہ ہے اور یہ غیر محدود اور لا غیر حقیقت صرف ست ہی نہیں بلکہ ہے۔ اور ست است سے پرے ہے۔ کل طانت۔ زندگی شعور خوشی۔ محبت اور خوبصورتی کا اھٹ بھندار ہے۔ یہ دُنیا میں نہیں بلکہ دُنیا اس کے اندر ہے۔ دُنیا انیک روپ ہے۔ یہ ایک ہے۔ دُنیا لگاتار بدل رہی ہے۔ یہ نہ بدلتی ہے۔ اور نہ جہنمی مرتی ہے۔

انسان اس حقیقت کا اس زمین پر اعلیٰ ترین ظہور ہے۔ مگر وہ اس حقیقت کی طرف جگہ بے غیر حیوان ہی رہتا ہے اپنی انسانیت اور اس کی خاص خوشی کو نہیں پاتا۔ اور صرف زندگی (تعلقات کام کا ج) میں ہی اس زندہ حقیقت کے ساتھ وصال ہو سکتا ہے۔ زندگی سے جھاگ کر یا کنارہ کش ہو کر کبھی نہیں۔ خود شامی (اُتم گیان) عشق و محبت (بھکتی) عمل (کرم) تینوں ہی وصال ایزدی کے وسیلے ہیں حقیقت (برہم) کو پانے کیلئے جنگلوں کی طرف ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اُسے دُنیا میں رہ کر اپنے فرائض ادا کرنے اور انسانی تعلقات رکھتے ہوئے پایا جاسکتا ہے۔ سب کی ایجا اور مشترکہ بھلائی کے اصول پر شکام کر تو نہ پالیں ہی حقیقی نیکی۔ تپ اور دان ہے۔ اور ہنکار تیاگ کر

اپنے سارے وجود کو اتر آسمان کے سامنے سدا کھلا رکھنا ہی روحانی کمال کا نہایت گہرا دار ہے۔
 رگیت صرف زہم گرنتھ ہی نہیں۔ بلکہ جیون گرنتھ بھی ہے۔ کیونکہ یہ جیون سے فکرت کی بجائے جیون کے روزمرہ کے
 سوالات کے حل کی روشنی دیتا ہے۔ اس کا سندیش و شو شانتی کا سندیش ہے۔ اس کے اُجالے میں تمام مذہبی۔ قومی۔
 نسلی اور نسلی خادات درج ہو جاتے ہیں۔ یہ ہر سوال کو کُل کے نظریہ سے دیکھتی ہے۔ اور اس لئے اس میں ایک طرہ پن کا دوش
 پایا نہیں جاتا۔ اسکی تاکید سمجھتا پر ہے۔ اس کا مکالمہ دنیا اور زندگی کو نئی نظر سے دیکھنا سکھاتا ہے۔ اور موہ بچے شوک
 کی جڑ ہی اُٹھا ڈالتا ہے۔

رگیت کا ویدانت جن گلوں اور غاروں کا ویدانت نہیں بلکہ گھروں اور بازاروں کا عملی ویدانت ہے۔
 یہ ویدانت باہمی بلاپ اور ہنس جُل کر جینا سکھاتا ہے۔ اس کی تعلیم سوشلزم کی تعلیم ہے۔ اور اگر کوئی شخص ہندوستانی
 کلیجہ کی روح کا پورا درشن پانا چاہتا ہے تو اسے صرف جگوت گیت میں ہی پایا جاسکتا ہے۔

ستیتہ درشن (مجلد ۱) مصنفہ پروفیسر نرمل چند راجی۔

قیمت 2 1/2 روپے۔ رعایتی قیمت صرف دو روپے
 علاوہ محصول ڈاک 1/50 روپیہ
 دفتر رسالہ اوقم اجیری گیٹ دہلی ۷ سے حاصل کریں۔

گیتا (اردو) شلوک وار منظوم ترجمہ از خواجہ دل محمد قیمت 3/ روپے۔ جپجی و سکھتی کا اردو زبان میں منظوم ترجمہ از خواجہ دل محمد
 جگوت گیتا منظوم اردو (نیم غزل) از منور کھنوی 3/ روپے۔ گیتا نثر میں (اردو) از ہما تارا گاندھی 1/ روپیہ۔ گیتا منظوم۔ از
 ستیتہ کاش تہتاب 2 1/2 روپیہ

صحیح تشخیص باقاعدہ علاج عمدہ دوائیں

دانش

حب خاص النخاس

نزلہ زکام اور دماغی تھکاوٹ کیلئے
 قیمت ایک شیشی چار روپے

پتھوں کی کمزوری رعشنا اور عجم کی زیادتی کیلئے
 قیمت دس گولی تین روپے

گاندھی دواخانہ 152 ڈی کملانگر دہلی۔ فون نمبر 229929

اوقم

شری کرشن کہاں ملیں گے

اوقم

شری جلن ناتھ کھنڈ صفی

جہاں خوشی ہے جہاں تبسم شگفتگی ہے جہاں ترنم
 وہیں سمجھنا ظہور اُس کا ضیاء ہے اُسی ہے نور اُس کا
 کھلی لبوں پہ ہو مسکراہٹ نہ نکر کوئی نہ تلملاہٹ
 جہاں خوشی کی اُٹھیں ترنگیں جہاں ہوں پیدا سداُ منگین
 وہیں وہ نٹ کٹ چھپا ہوا ہے اُسی کی ہی بس یہ اک ادا ہے
 وہی بشارت وہی ہے بحبت وہی ہے راحت وہی ہے فرحت
 ہے حسن صورت بھی بس اُس کا اور حسن سمیرت بھی ہے اُسی کا
 چہک اُسی کی، مہک اُسی کی چمک اُسی کی، دمک اُسی کی
 انہیں میں اُن کا نشان سمجھو یہی ہے بس اُسی شان سمجھو
 غرور و نخوت و خود پرستی وہی بلندی، وہی ہے بسق
 وہی ہے بالا، وہی ہے زیریں وہی ہے سمیں، وہی ہے زیریں
 ہے گل میں بنے وہ بوسمایا ہے بنے بلبل وہ چھپایا
 ہے حسن صورت میں خود وہ آیا ہے دل میں عاشق کے خود سمایا
 اُسی کا پھیدا ہے نور سارا اُسی کا ہے یہ ظہور سارا
 مگر صفی وہ بصر نہیں ہے جو شوخ آتا نظر نہیں ہے

گیتا میں اوقار واد

یذا یدای دھرمسیہ
بشرمید بھگوت گیتا - شنکر بھاشیہ
۱۰ اذھیائے ۱۰ شلوک ۱۰ تا ۱۰

इमं विवस्वते योगं प्रोक्तवानहमव्ययम् ।

विवस्वानमनवे प्राह मनुरिक्ष्वाकवे ऽब्रवीत् ॥ १ ॥

آزجگت گوروشری ۱۱۵۵ سوامی شنکر اپاریچی جہاراج اس شلوک کی اس پرکار دیا کھیا کرتے ہیں۔
جگت پرتی پاک (ایشور) کھشتریوں میں بل استھاپن کرنے کے لئے میں (بھگوان کرشن) نے (گیتا کے) پہلے دو
ادھیائے میں کہے ہوئے اس یوگ کو پہلے مہرشی کے ادی کال میں سوریہ سے کہا تھا۔ کیونکہ اس یوگ میں سے نیکت
ہوئے کھشتری برہمن (برہم گیان) کی رکشا کرنے میں سہرتہ ہوتے ہیں تمہارا برہمن اور کھشتریوں کا پالن ھٹیاک طرح
ہو جانے پر یہ دونوں سب جگت کا پالن۔ انا یا اس (آسانی سے) کر سکتے ہیں۔

اس یوگ کا پھل اناشی ہے۔ اس لئے یہ اوتیہ (یعنی ناش سے رہت سدا قائم دائم) ہے۔ کیونکہ
ہمیشہ گیان نشٹا روپ یوگ کا موشش روپ میں کبھی بھی نشٹ نہیں ہوتا۔
اس سوریہ نے یہ یوگ اپنے پتر منو سے کہا اور منو نے اپنے پتر اسب سے پہلے رام بننے والے اکھشوا کو
سے کہا۔

एवं परम्पराप्राप्तममं राजर्षयो विदुः ।

स काले नेह महता योगो नष्टः परंतप ॥ २ ॥

اس پرکار کھشتریوں کی پرپرا سے پراپت ہوئے اس یوگ کو راج رشیوں نے (جو کہ راج اور رشی دونوں تھے) مانا
ہے۔ پرانتپ (شتر دوز کو تینے والا) اب وہ یوگ اس منش یوگ میں بہت کال سے نشٹ ہو گیا ہے ارکھات نشی
سمپرا دئے پرپرا نوٹ لگی ہے۔ وشی۔ اور ندبل منشوں کے ہاتھ میں پڑ کر یہ یوگ نشٹ ہو گیا ہے۔ یہ دیکھ کر اور ساتھی لوگوں
کو پشاندہت رہت ہوئے دیکھ کر۔

स एवायं मया ते ऽद्य योगः प्रोक्तः पुरातनः ।

भक्तो ऽसि मे सखा चेति रहस्यं ह्येतदुत्तमम् ॥ ३ ॥

وہی یہ پرا نا یوگ۔ یہ سوچ کر کہ تو میرا جگت اور پتر ہے۔ اب میں نے تجھ سے کہا ہے کیونکہ یہ گیان روپ یوگ بڑی اتم رہیہ ہے۔

ہے بھارت! (سناٹن ویدک دھرم) وزن آئٹرم آدی جسکے لکشن ہیں۔ نیز پرائیوں کی آئٹنی (ترقی) اور پرم کلیان کایو ساوھن ہے۔ اس سناٹن دھرم کی جب جب باقی ہوتی ہے اور ادھرم بڑھتا ہے۔ (یعنی جب لوگ سناٹن دھرم کے تمام تھیوں اور وزن آئٹرم کی تمام مریدواؤں کو ملیا میٹ کرتے کیلئے جات پات توڑک منڈل بناتے ہیں)۔ تب تب ہی میں مایا سے اپنے سڑوپ کو رچتا ہوں۔

कस लै :- परि त्राणाय साधूनां विनाशाय च दुष्कृताम् ।

धर्म संस्थापनायै संभवामि युमे युमे ॥ ६ ॥

سنت مارگ (یعنی سناٹن دھرم اور لمبھی) ساوھوؤں کا پری تران (ارھتات) انکی رکشا کرنے کے لئے) پاپ کرم کرنے والے دشمنوں کا ناس کرنے کے لئے اور دھرم کی اچھی پرکار استھاپنا کرنے کے لئے میں یگ یگ میں ارھتات ہر ایک یگ میں پرگٹ ہوا کرتا ہوں۔

जन्म कर्म च मे दिव्यमेवं यो वेत्ति तत्त्वतः ।

त्यक्त्वा देहं पुनर्जन्म नैति मामेति सोऽर्जुन ॥ ६ ॥

میرا مایا مے جنم (جو اصلیت میں نہ ہو۔ بلکہ مایا (جادو) سے ظاہر ہو) اور ساوھو رکشا آدی کرم دیتے ہیں۔ ارھتات اولک ہیں۔ یعنی کیوں ایسٹو شکستی سے ہی ہونے والے ہیں۔ اس پرکار جو تھو سے بھاڑا جاتا ہے۔ ہے ارجن! وہ اس شری کو چھوڑ کر پتر جنم کو پراپت نہیں ہوتا۔ بلکہ میرے پاس آجاتا ہے۔ ارھتات تمک ہو جاتا ہے۔ نوٹ :- جو لوگ اوتار واد کو نہیں مانتے وہ دراصل سناٹن ویدک دھرم سے بغاوت کرتے ہیں۔ اور اپنا نیابی پنہتہ یا سماج کا نران کر کے پراچین رشی مینیوں کے مارگ کو جو کہ سب کے لئے کلیان مارگ (جو نیلی سترک) ہے اس کا تباہ کر کے نئے نئے پنہتوں (پنڈتوں) پر گامزن ہو کر منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہمارا جہد پھسٹرنے لکشن کو جواب میں کہا تھا۔ کہ راستہ پنہتہ یا مذہب (ذبی سرٹھ گون کرنے دیگہ ہے جس پر پیرا سے ہمارے رشی مینی۔ اوتار جاتا لوگ اور ہمارے بزرگ چلتے آ رہے ہیں۔ اسی کو ہی آجکل سناٹن دھرم کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے + گیتا کے ادھیائے ۴ کے چند سلوکوں پر پروفیسر نرل چندر جی نے ویدانت کے نقطہ نگاہ سے (کئی دونوں کے بھاشہ کا ملاحظہ کر کے) جو تشریح کی ہے۔ ناظرین اودم کی طبع فرمائی کے لئے ہم درج کرتے ہیں :-

شلوک نمبر ۵ :- ” ارھتہ۔ شری بھگوان بولے :- ہے پرن تب ارجن! میرے اور تیرے ہیئت سے جنم ہو چکے ہیں ان سب کو تو نہیں جانتا۔ لیکن میں جانتا ہوں۔

تشریح :- دوسرے ادھیائے میں ۱۲ ویں سے تیسویں شلوک تک بتلایا جا چکا ہے۔ کہ ایک ہی ہتھیہ۔ زنگن۔ اندادی۔ امنت۔ اوکاری آتما ایک شری بھگوان کرتا ہے۔ اور لکشی بھاد کو پراپت جیو اور ششی بھاد پراپت ایسٹو کے مختلف قسم کے جنم اور کرم ہونے کے باوجود دونوں درحقیقت ایک ہی ہیں۔ ایک ہی آج لکشی

سم۔ سر شکتی مان۔ سیدانند برہم (آتما) اپنی سبھاوک (چھا شکتی سے انیک روپ دھارن کرتا ہے۔ جنہوی صورت میں وہ انیک روپ ہو کر اپنی جداگانہ شخصیت کے بھیمان کے ماتحت برے بھلے کرم کرتا ہوا اُنکے پھل بھوگا کرتا ہے۔ اس حالت میں صرف عال کی خبر ہوتی ہے۔ ماضی اور مستقبل کی نہیں۔ لگی کے زاویہ نگاہ سے تینوں زمانے۔ ابدی۔ اب بھی سدا موجود دکھائی دیتے ہیں۔ فراموشی کا سبب ذہنی محدودیت ہے۔ جب کوئی شخص اپنی شخصیت اور محدودیت سے اوپر اٹھ کر قید زمانی سے نجات حاصل کرتا ہے۔ تو اُس کے منہ سے بے اختیار یہ نغمہ وحدت بہنے لگ جاتا ہے۔“

اوم نبود و من بدم - حوا نبود و من بدم
عالم نبود و من بدم - من عاشق دیرینہ ام
آندم کہ فرعون لعین - در قعر دریا عرق شد
در حرب ہوئے من بدم - من عاشق دیرینہ ام
ارتھ۔ جبکہ اوم نہ تھا۔ میں موجود تھا۔ حوا نہ تھی۔ مگر میں موجود تھا۔ جبکہ یہ کائنات نہ تھی۔ میں موجود تھا۔
میں پرانا عاشق ہوں۔ جس وقت کہ ملعون۔ فرعون دریا کی لہری میں ڈوبا تھا۔ موسیٰ کی اس لڑائی میں میں موجود تھا۔
میں پرانا عاشق ہوں۔“

ارجن کو یاد نہیں کہ وہ سدا ہوتا چلا آیا ہے۔ مگر بھگوان کرشن کہتے ہیں کہ ماضی میں ان کا راج رشی سورج کو اُپدیش دینا انہیں یاد ہے۔

شلوک 6۔

ارکھ۔ میں اجنا اوناشی سوروپ اور سب پرائیوں کا ایشور ہوتے ہوئے بھی اپنی پرکرتی کو اُدھین کر کے اپنی یوگ بیا سے پرگٹ ہوتا ہوں۔“

تشریح از پروفیسر صاحب = اس ادھیائے میں چھٹے شلوک سے لیکر اٹھویں شلوک تاک بھگوان نے صاف طور پر اپنے بار بار اوتار دھارن کرتے ہوئے کہتے ہیں:- میں اگرچہ جم۔ مرن رہتا اور سب جانداروں کا مالک ہوں۔ تو بھی جہاں باقی سارے جیو پرکرتی کے تحت جیتے ہیں۔ میں سب کا ایشور ہونے سے اپنی پرکرتی کو اپنے تحت رکھتا ہوا اپنی یوگ بیا سے منشیہ کے روپ میں پرگٹ ہوا کرتا ہوں۔“

گیتا سائکبید شاستر سے ایک قدم آگے جا کر کہتی ہے کہ پرکرتی بھگوان (پیش) کا اپنا ہی سوبھاو (فطرت) ہے۔ کوئی دوسرا دستور نہیں ہے۔

یوگ بیا بھگوان کی وہ شکتی ہے جس کی وجہ سے وہ آج اور اوناشی ہوتے ہوئے بھی عام لوگوں کی مانند جم۔ مرن بشیں غیر محدود ہوتے ہوئے بھی ایک کال میں محدود ہوا سدا دکھائی دیتے ہیں۔

عقلی نقطہ نگاہ سے۔ اوتار واد کی یہ توجیہ اس طرح کی جا سکتی ہے کہ جب برہم نہ رہنے اور ادرہم غالب آنے

پرنیک لوگوں کے دکھ اور مصیبت کی کوئی حد ہی نہیں رہ جاتی تو اس آئینہ کے ردِ عمل (پرتی کریمیا) کے طور پر کائناتی طاقت انسانی شخصیت کی راہ سے نمودار ہو کر بگڑی ہوئی اور گویا ہمارے دنیا کو نئی صحت اور زندگی دیتی ہوئی پھر سے دھرم کا راجہ ستھاپن کرتی ہے۔ لاصفات۔ لامصورت اور لا تغیر ذات غیر محدود کا باصفات۔ باصورت اور متغیر شکل اختیار کرنے کی نہایت عجیب اور پراسرار طاقت کا نام ہی لوگ دیا ہے۔

شلوک 7-8

ارکتہ۔ بے بھارت جب جب دھرم کی گلابی ہو کر ادھرم بڑھتا ہے تب تب میں اپنے دشمنش روپ کو رچنا ہوں۔ نیک آدمیوں کی رکھشا۔ دشمنوں کے ناش اور دھرم کی اچھی طرح ستھا پنا کرنے کیلئے میں میگ میگ (زمانے زمانے) میں پرگٹ ہوتا ہوں۔

تشریح۔ جب جب لوگوں کی اکثر تعداد ساری موجودات کی روحانی وحدت کو بھول کر صرف اپنی اپنی عباد کا نہ شخصیت یا جماعت کے لئے جیتی ہوئی سب کی اپنائی بہتری کے لئے جینا چھوڑ دیتی ہے۔ اور اس طرح سنسار میں دھرم کی ہانی اور ادھرم کی بر دھمی ہونے پر ساری دوشٹا بگڑ جاتی ہے۔ اور مظلوم لوگوں کے دلوں سے صفات اور انصاف کیلئے اُہ دیکھ کر اٹھتی ہے تو اس کے جواب میں روح کائنات کی طرف ردِ عمل ایک ایسا حسا پرش پیدا کر دیتا ہے۔ جو اس سنگٹ سے لوگوں کو نجات دیتا ہے۔

نوٹ:- ہندو عقیدہ کے مطابق ہندوستان میں تو ہر ایک کے خاتمہ پر خود بھگوان پرگٹ ہوتے ہیں! اور کئی بار وہ کارک پرشوں کو بھیجتے ہیں۔ جن میں اپنا شکستہ ہوتی ہے۔ غیر حاکم میں بھی ایسے ہمارش نمودار ہوتے ہیں جن کا یہی مشن ہوتا ہے۔ کہ وہ نیک اور دھرم کی رکھشا۔ بدی اور ادھرم کا وناش کر کے سنسار میں بنیہ۔ پریم۔ نیائے اور عام بھلائی اور بہتری کے اصول کی حکومت قائم کرتے ہیں۔

جو لوگ پر ماتما کو کسی برترین لوگ میں قیام پذیر سمجھتے ہیں۔ ان کے لئے اوتار واد ایک ناقابلِ فہم راز ہے جو پر ماتما کو سب کے اندر اتنا کے روپ میں جانتے ہیں۔ اور مانتے ہیں۔ اُن کے لئے اوتار واد ایک بالکل قدرتی اور قابلِ فہم حقیقت ہے۔

جیسے اگنی دیوتا پرگٹ ہو جانے پر محدود نہیں ہو جاتا، اسی طرح پر ماتما (منش کے روپ میں) پرگٹ ہو جانے پر محدود نہیں ہو جاتا۔ بلکہ وہ سرور ویاچکٹا کا منظر بنتا ہے، جب پر ماتما کو حاضر ناظر مانتے ہو۔ تو پھر اوتار واد پرش کا کیوں کرتے ہو۔

جب سماج کا سارا نظام دھرم برہم ہو جاتا ہے اور دنیا میں دکھ اور مصیبت کی انتہا ہو جاتی ہے تب سماج کی اندرونی روح (وشو آتما) انسانی صورت میں نمودار ہو کر اسے نجات اور نئی زندگی دیتی ہے۔ لوگوں کے مجموعی خیالات اور جذبات ہی اپنے ردِ عمل سے ایسے غیر متولی ظہورات کے موجب ہوا کرتے ہیں۔ دنیا میں بُری سے بُری طاقت قوت خیال ہے اور سماج کی مجموعی قوت خیال لازمی طور پر مطلوبہ نتائج پیدا کرتی ہے۔

بھگوان کرشن کا اوتار

(از قلم شری کرشن چندر زیا)

جب کہ ہوتی ہے زمانے پر حکومت پاپ کی
زیر کر لیتی ہے دنیا بھر کو طاقت پاپ کی
تب وہ آکر دور کر دیتا ہے ظلمت پاپ کی

اسی نیم کے مطابق دنیا کی آنکھوں نے ایک ایسا زمانہ بھی دیکھا۔ جبکہ مہترا کے شاہی گھرانے میں کنس پیدا ہوا۔ راجہ اگر سین کے گھر میں گویا ایک سانپ پیدا ہوا جس کی زیر ملی پھنکاروں نے بھارت ورس کے دور دراز حصوں میں پاپ کا زہر پھیلا دیا۔ ظالم اتنا کہ جیو جنتوں کی ہمتیا اس کے لئے کھیل تھا۔ ہرزوش (بے قصور) کی جان لینا اس کے لئے تاشہ تھا۔ بے برتاؤں کا سنی دھرم ذرہ بھر میں لشت بھر شٹ کر دینا اس کے لئے سادھارن سی بات تھی۔ مندروں میں مانس پکوانا اور ہری بھکتوں کو ایڑا پہنچانا یہ اس کا روزانہ شغل تھا۔ کنس کا ظلم کہاں تک بڑھا ہوا تھا۔ یہی کہنا کافی سمجھئے کہ

ظالم نے پاؤں دھرم کی بھاتی پہ دھر دیئے ڈھلچے امن کے توڑ دیئے چور کر دیئے
اس زہر میں جو اس بچھے نہ ایک کے کپلا گتو سمٹتی تھی گھٹنوں کو ٹیک کے

بھگوان کرشن کی یہ زردشاہ نہ کبھی گئی اور کرشن روپ سے سنسار میں پرگٹ ہو کر رہی
کا اڈھار کیا۔ کہیں ساکھشات موہ اور متا ہو کر بال لیلالیں دکھائیں۔ کہیں ساکھشات پریم ہو کر گویوں اور گویوں کو نیچے
پریم کا مارگ دکھایا۔ کہیں ساکھشات دیا ہو کر گویوں کو چرایا کہیں ساکھشات آئندہ ہو کر مدھر بنسی کو بجایا کہیں ساکھشات
رور ہو کر کنس اور اس کے حواریوں کے خون سے مہولی کا رنگ جمایا۔ کہیں ساکھشات ہنرتا ہو کر پاندوؤں کی
رکشا کی۔ کہیں ساکھشات یوگ بن کر پاپ کے پرچند شعلوں سے بیتی ہوئی اس دیو بھومی پر گیتا کے گیان کا چشمہ
پہنایا۔ غرضیکہ اپنے بھکتوں کو نانا پرکار کی لیلالوں کا آئندہ دیتے ہوئے پاپیوں کو جن چن کر لشت کیا۔ اپنے سدرشن
چکر سے ہزاروں کنسوں اور کوروؤں کی ہستی کو مٹا کر خلیا گیا۔

مکمل ڈرامہ مہتری مصنف کرشن چندر زیا۔ قیمت سوا دو روپے (۱/۲)

دفتر رسالہ اوم۔ اجیری گیٹ دہلی عک سے منگوا کر لطف اندوز ہوں۔

(جنم اشٹی کے شبھہ او سر پر)

موہن مرار آجا!

(از قلم شری جگن ناتھ صفی)

آجا تو میرے دل میں موہن مرار آجا
 دن رات بقیاری میں سب گزر رہے ہیں
 آنکھیں ترس رہی ہیں دشن کو تیرے پیتم
 گوگل کی اب وہ لگیاں سنسان سی پی ہیں
 بچوں میں بزدان کی ہے چھار ہی اداسی
 اچھے گئے ہو موہن متھرا کو بزدان سے
 بیتاب ہو رہی ہیں دشن کو تیرے گردھر
 زگر گندھ ہے جو دنیا میں ہر طرف سے بھیلی
 دوبر خزاں سے ہم تو بیاں ہو رہے ہیں
 بنسی کی تیری تانوں میں سحر تھانسون تھا
 ماتا پتا تمھارے رورو کے اب ہیں ہمارے
 ناگفتہ بہ ہے حالت گھوٹوں کی تیری موہن
 بھارت میں کٹس اب بھی کچھ کہیں ہی گردھر
 دل ہے خزاں زندہ، بن کے بہار آجا
 دل کے سکون آجا، دل کے قرار آجا
 گردھر گویاں آجا، جھمت ڈلا ر آجا
 ویران ہو رہا ہے، جھناکنا ر آجا
 ہیں گویاں وہ کرتی تیرا انتظار آجا
 نہ لی وہ گویوں کی پھر تو نے سارا آجا
 آسنو نکلی رہے ہیں، بے اختیار آجا
 خوشبو ہے تو مجھ سمگل مشکبار آجا
 ہاں رونق گلستان گل دبرگ دبار آجا
 ہاں پھر انہیں سنانے لے موہن قرار آجا
 مکھڑا انہیں دکھانے پھر ایک بار آجا
 تجھ کو سنا رہی ہیں، اپنی پکار آجا
 کرنے کو اب پھر اکا موہن سنگھار آجا

صفی غریب تیرے بس رحم کا ہو طالب

روتا ہے تیرے در پہ، وہ زار زار آجا

(اوم)

رامائن میں اوتارواد

(سنت تلسی داس جی)

اوم

اوم



بال کا نڈ صفحہ ۱۲۸ بھگوان شوباربتی کو کہہ رہے ہیں۔

سگنبی اکنبی نہیں کچھ بھیدا گائیں مٹی پران بدھ بیدا
اگن رُوب الکھ اُج جوئی بھگت پرکیم سگن سوہوئی
ارتھ۔ سگن اور نرگن میں کچھ بھیدا نہیں ہے۔ مٹی پران۔ پنڈت اور وید سبھی ایسا کہتے ہیں جو نرگن اردپ
(نرگن کار) الکھ (اورکت) اور اجنا ہے۔ وہی بھکتوں کے پرکیم وش سگن ہو جاتا ہے۔ جیسے جل اور برف میں بھیدا
نہیں۔ دونوں ہی ہیں۔ ایسے ہی نرگن اور سگن ایک ہی ہیں۔

رام سو پرمانا بھوانی - تنہ بھرم اتی ابھی ہت تو بانی
اُس سنسے انت اُر مایں - گیان ویراگ سک گن جاہیں

ارتھ۔ ہے پاربتی! وہی پرمانا شری رام چند جی ہیں۔ اُن میں بھرم (دیکھنے میں آتا ہے) تھا را ایسا کہنا
اتینت ہی انوچیت ہے۔ اس پرکار کا سندیرمن میں لاتے ہی منش کے گیان۔ ویراگیہ وغیرہ سارے گن نشٹ ہو جاتے ہیں۔
لوٹ۔ سنت تلسی داس جی کے ارشاد مطابق جو مغرب زدہ لوگ بھگوان رام (اور بھگوان کرشن) کو ایشورکا
اوتار تسلیم نہیں کرتے اُن کے تمام اچھے اوصاف مایا میٹ ہو جاتے ہیں یعنی وہ شر دھا اور بھکتی روپی نعمت غیر ترک
سے محروم ہو جاتے ہیں۔ وہ رامائن اور مہا بھارت نیز پوران اُدی دھارمک گرنھوں کو بھی انسانہ ہی سمجھتے ہیں۔

اس لئے اُن کو پڑھنا تو درکنار دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اُن کا مندروں میں اُنا مانا منقطع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ
انکی نظریں مورتیاں پتھر کی بنائی ہوئی ہیں۔ اُن میں بھگوان کا تصور کرنا جاہالت ہے۔ ایسے سنسے اُتا لوگ نہ گھر کے رستے
ہیں۔ نہ گھاٹ کے۔ شر دھا ہی دھرم کی بنیاد (جڑ) ہے۔ شر دھا وان بھیتے گیا نم۔ (گیات) شر دھا وان ہی
پرمانا کے گیان کو حاصل کر سکتا ہے۔ اُت شر دھا اُجلنے سے وہ صحیح دھرم سے ونچت ہو جاتا ہے۔ اس لئے جو
لوگ اُتم گیان کو پراپت کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ گورو۔ مہاتما۔ براہمن اور اپنے دھرم
گرنھوں پر شر دھا دھکیں۔ اور اُسی دھرم کو اپنائیں جو کہ ہمیشہ وید ویا س۔ جگت گورو سوامی شنکر اُچارہ اور
بھگوان کرشن کا تھا۔ ورنہ وہ راستہ سے بھٹک کر منش جنم کو ہی برباد کر لینگے اور آخری عمر میں جا کر پشچا تاپ
کریں گے۔

بھگو ان کس باوقار دھارن کرتے ہیں؟

(مہاتما شہنشاہ جی ہمارا راج)

<p>۱۔ معصیت ۲۔ پنجاب کے ہمارے درو کی لڑکی درو پتی ۳۔ بھگو ان خود دسترؤپ بن گئے۔ ۴۔ لنگا پر چڑھائی کی چوکیا بھگو ان پر نے اپنے بھگت پریمیوں کی ہر توفیر میں دور کی۔ ۵۔ یہ بے گورانا شک من</p>	<p>تب تب دھرو شری آپ بنے پر بھو چیر لنگا چڑھے رکھو میر بھٹ لپچے جل تیر پڑی نہ جنا پر پھیر ہری نہ جنا کی پھیر یہ منو بے پیر بیرن یہ تقدیر رہو سدا گھمبیر</p>	<p>جب جب پھیر پڑی بھگتن پر کشت پر جب دریدر شتا پر جب اتی شے دکھ سیتا نے پایو نچ پر ان بنی جب جل میں ایسو کو تن دھاری جاگ میں ایسو کو پریمی بھو جاگ میں خطا کھائے بن بھی نہ مانے بنی نہ کا ہو کی پھوٹے بن شہنشاہ سنگت سب سہر کر</p>
--	---	--

گیتا کا سار

- (۱) کیوں تشیل چنتا کرتے ہو۔ کس سے دیر تھوڑے ہو۔ کون نہیں مار سکتا ہے۔ تم کسی کال میں نہ جھنڈاؤ اور نہ مڑنا ہے۔
- (۲) جو ہوا وہ اچھا ہوا۔ جو ہوتا ہے وہ اچھا ہوتا ہے۔ جو ہوگا وہ اچھا ہوگا۔ تم بھوت (گذرا ہوا زمانہ) کا شوک نہ کرو۔ بھوشیہ (اگے آنے والا زمانہ) کا ڈر نہ کرو۔ درتھان (موجودہ وقت) کا بہترین استعمال کرو۔
- (۳) مہتر اکیا گیا جو تم روتے ہو۔ تم کیا لائے تھے جو کھو دیا۔ تم نے کیا پیدا کیا تھا۔ جو ناش ہو گیا۔ نہ تم چکے لے آئے جو لیا نہیں سے لیا۔ جو دیا نہیں پر دیا۔ جو لیا اس پر کچھ سے لیا۔ جو دیا اسی کو دیا۔ غامی ہاتھ آئے سو غامی ہاتھ چلے۔ جو آج تمہارا ہے۔ کل کسی اور کا تھا۔ آگے کسی اور کا ہوگا۔ تم اس کو اپنا سمجھ کر پرست ہو تے ہو۔ اور یہی پرستنا تمہارے دکھ کا کارن ہے۔
- (۴) پر یو رتن (تبدیلی) سنسار کا نیم ہے۔ جسکو تم مہر سمجھتے ہو۔ یہی تو جیون ہے۔ ایک منٹ میں تم کروڑوں کے سودا ہی ہو تے ہو۔ دوسرے ہی کھیتن (گم) میں دروری (کنڈال) بن جاتے ہو۔ میرا تیرا۔ چھوٹا۔ بڑا۔ اپنا۔

پرایہ۔ من سے مٹا دو۔ وچار سے مٹا دو۔ پھر سب تمھارا ہے۔ اور تم سب کے ہو۔
 (۵) نہ یہ شریر تمھارا ہے۔ نہ تم اس شریر کے ہو۔ یہ آگ مٹی۔ پانی۔ ہوا۔ سے بنتا ہے۔ اسی میں لین بوجھ آتا ہے۔
 پھر بھی تمھاری آتما ویسی کی ویسی ستر قائم۔ ایک۔ رس۔ شانت ہے۔ پھر تم کیا ہو؟
 (۶) تم اپنے آپ کو اُس کے ارپن کرو۔ یہی سب سے اتم سہارا ہے۔ جو اُس کے سہارے کو جانتا ہے۔ وہ شوک۔
 مودہ۔ جھگڑے۔ اور چنٹا سے ہمیشہ کے لئے مکنتی پا جاتا ہے۔
 (۷) جو کچھ بھی تم کرو۔ وہ پرکھو کے ارپن کرو۔ ایسا کرنے سے سدا جیون مکنتی کا آئندہ۔ اُو بھوکرو گے تمھارا شریر
 تیا گئے پر و دیم بکت ہو جاؤ گے۔

جلوہ کہسار

اوم

اوم

فیصل دوم

(سوامی رام کا تیاگ اور وادی گنگا میں جڑ گلوں اور پہاڑوں کی سیئر)

اپرو کھش م گھنا جنگل۔ جل کا کن ارہ۔ جنگلی گلزار شگفتہ۔ تخلیق چندا پشندیں ختم۔
 اے نطق! جگہ میں۔ سبطاقت اس سرور کو بیان کرنے کی؛ دھن ہوں میں! مبارک ہوں میں!
 جس پیارے کا گھونٹ میں سے بھی ہاتھ پیئر کبھی نہ لکھ کبھی کان مشکل کے ساتھ نظر پڑتا تھا۔ دل کھول
 کر اس دُلا رے کا وصال نصیب ہوا۔ ہم ننگے وہ ننگا۔ بھاتی چپاتی پر ہے۔ اے ہاڑ چام کے جگر کھچے! تم بیج
 میں سے اٹھ جاؤ۔ تفاوت! ہرٹ + فاسٹ! بھاگ۔ دُور دُور۔ ہم یار۔ یار ہم۔ یہ شادی ہے کہ شادی مرگ +
 اُنسوؤں! کیوں پھپھام برس رہے ہو کیا یہ ساہا (ساہ) کے مو قف پر کی بھڑی ہے۔ کہ من کے مرجانے کا ماتم ہے۔
 سنسکاروں کا آخری سنسکار ہو گیا۔ خواہشوں پر مری پڑی۔ دُکھ دار در۔ اُجالا آتے ہی اندھیرے کی طرح اُڑ گئے۔
 بھلے برے کرموں کا بیڑا ڈوب گیا۔
 بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو حیران تو ایک قطرہ خوں نہ نکلا

مُشکر ہے اسٹی خبر یار کے آجانے کی اب کوئی راہ نہیں ہے میرے ترسانے کی
 اب ہی یاروں میں خط و کتابت کیسا مستنئے مل رہا اس حاجت نہیں سچانے کی

وہ تیرے ہونے کی طرف سے دور ہو گئے۔ بیسو مینہ غائب سے یاد کرنے لگے۔ وہ منکلم ہی نکلا۔

صیفۂ غائب اب غائب۔ اوم۔ شفقہ۔ ہم ہم۔ آخری اوم۔ ہم نہ تم۔ دفتر گم۔ اوم! اوم! اوم!
 انسانوں کی جھڑی ہے کہ وصل کا مزا دلانے والی برسات! اے سہا تیرا ہونا بھی آج سچیں ہے +
 آنکھوں تم بھی مبارک ہو گئیں + کاؤں! تمہارا پُرشارکتہ پورا ہوا + یہ شادی مبارک ہو۔ مبارک ہو۔
 مبارک ہو۔ مبارک ہو کا لفظ بھی آج مبارک (کر تارکھ) ہو گیا۔ سہ

شاد باش! اے عشق سودائے ما اے دواے جملہ علتہائے ما
 اے دولے نخوت و ناموس ما اے تو افلاطون و جالینوس ما
 اہنکار کا گڈا اور بدھی گڑیا جل گئے۔ اری آنکھوں! تمہارا یہ کالا بادل برسانا مبارک ہو۔ یہ مستی بھرے مینوں
 کا ساون سعید ہے۔ سہ

یار اباڑے نے انگٹیا سلایا اسان کھول تنی گل لاء لیا
 اسان گھٹ جانی گل لاء لیا مسست دھاڑے ساون دے آئے (س: دن)
 ساون یار ملاون دے آئے ساون یار ملاون دے آئے
 بھاگ لے او یار! بھاگ۔ کہاں بھاگے گا۔ آسمان پر چھپے گا۔ میں وہاں موجود۔ کیلاش پر نہٹ جا
 (بھاگ جا) میں وہاں حاضر سمندر میں جالیٹ۔ تجھ سے پیہ پہنچا ہوں۔ انٹی میں گھس جا۔ میرا ہی منکھ ہے۔
 تمام ابدان میں گل اجسام میں ہیں۔ جملہ اسماء و اشکال میں ہیں۔ ابدان و اجسام اسماء اشکال یہ خود ہیں
 کون بونے۔ کون کہے۔ گوئے کا گڑا بابا بابا۔ میں کیسا خوبصورت ہوں۔ میری سوہنی صورت۔ میری موہنی صورت۔
 میری بھلاک۔ میری ڈلاک۔ میرا حسن و جمال۔ اس کو میری آنکھ کے سوا کوئی آنکھ دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتی۔ میں اپنی جہاں
 (جلال) میں مسست پڑا ہوں۔ پرہاتے میرے حسن کا خریدار کوئی نہیں۔ میرے جو بن کا گاباک کوئی نہیں۔ اس بے بہا
 میرے کو کون خریدے۔؟

نہیں دسدا دوسرا ہوو کوئی نل طنت سی آن کے کون کپڑا
 میں خود ہی عاشق ہوں خود معشوق عاشق ہوں کہ معشوق؟ میں تو
 عاشق ہوں۔ میں عشق ہوں۔ باہر جب نگاہ جاتی ہے ہر برگ دگل
 "تو ہی" تو ہی کے نغے سے استقبال کرتا ہے۔ اندر سے آنند کے بادل اپنی گرج میں سب کچھ
 غرق کر رہے ہیں۔ رفتہ۔ رفتہ اعضا بے حس + دلش کال کہاں چلے گئے + فاصلہ دوری اور اندر باہر کیسے؟ اب
 آگے بیان کون کرے۔ کئی روز اسی حالت میں بیت گئے۔ لیکن رات دن اور دن رات کس کے؟ جنت و دل کہاں
 توہی توں۔ تانا بیٹا توں ہی توں + سبہ پہر کا وقت ہو گا۔ ایک کاٹھ کے چھوٹے پر عین وسط میں راتم ننگن بیٹھا ہے
 نیز میگھ کے سروپ میں میگھ ناٹھ کی طرح اوپر سے کوٹک رہا ہے۔ بجلی بن کر اپنے تیج کی چمک سے اب دسنگ پر دما سدا
 ہے۔ پانی بن کر اپنی بوجھاڑ سے گل جانداروں کو اپنے اپنے گھونسلوں میں گھسیٹ رہا ہے۔ آکاش اور زمین اور پہاڑ کوئی نظر

نہیں آتا۔ جل ہی جل ہے۔ گویا گنگا بھی زمین سے اٹھ کر آسمان تک جا چڑھی ہے۔ تاکہ اپنے گھر رام میں آرام کرے
ان سب کو تو گھر مل گئے۔ اب لا مکان رام کہاں بسرام کرے۔

نہ نشینے کہ کھم مکان نہ پرے۔ کہ برہم از میاں۔

رام جل شائین نارائین اس جل میں دیبا رہا ہے۔ بادلوں پر چل رہا ہے۔ سمندر کو رتیہ بنا رہا ہے۔ کبھی
بارش آتی ہے کبھی دھوپ۔ لیکن رام کے ہاں کچھ چڑھتا ہے نہ اترتا۔

جد پایا بھید قلندر دا۔ راہ کھو گیا اپنے اندر دا
سکھ باسی ہو اس مسند دا۔ جتنے کدے نہ چڑھدی بھندی ہے۔

منہ آئی بات نہ بھندی ہے

دنیا نہیں پارہتی ہے۔ بھنگ بوٹی ہر وقت گھوٹ رہی ہے۔ بشو کی آنکھ کھلی۔ پیالہ بھٹ ماضر۔
ذرا ہوش آیا۔ نشہ میں بہایا۔

آ میرے بھنگڑا تو بھنگ پی جا۔ آ میرے بھنگڑا نشنگ بھنگ پی جا
بھر بھر دینی آں میں بھنگ پیالے۔ نشنگ بھنگ پی جا۔ ہنگ بھنگ پی جا
بھنگ گھٹنے والی پر کرتی تھیں۔ یہ تو خود بھنگ اور شراب ہے۔ بھنگ اور شراب نہیں۔
یہ تو بھنگ شراب کا نشہ اور مستی ہے۔ یہ تو خود میں ہوں۔

نہ ہے کچھ تمہا۔ نہ کچھ جیتو ہے
کہ وعدت میں ساقی نہ ساغر نہ بو ہے
میں دل کو آنکھیں جھبی معرفت کی
جدھر دیکھتا ہے صنم رو برو ہے
گلستاں میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا
تو میری ہی رنگت میری ہی بو ہے
میرا تیرا اٹھا۔ ہوئے ایک ہی ہم
رہی کچھ نہ حسرت نہ کچھ آرزو ہے

بھر دے فی کٹورا بھنگ دا : تیرا کھڑی گلوں جیسا سنگدا (باقی پھر)

سوانحی سوامی رام (مجلد اردو) قیمت ۱/۲ روپے۔ سنگدک وجہ ہندی۔ قیمت ۱/۲ روپے
علم الروح اردو۔ یعنی برہم گیان مصنف سر نارو گندرسنگھ جی سوڈھی۔ قیمت ۱/۲ روپے۔
شرارے۔ از شری خوشدل صاحب۔ قیمت ۵/۱ روپے۔

من جیتے جاگ جیت ہندی۔ شری چاولہ صاحب۔ قیمت ۳/۱ روپے۔ آدرش مانو ہندی قیمت ۶/۱ روپے
آدرش پرچار ہندی۔ تین ۳/۱ روپے۔ کلام مضطر۔ ۵۰ پیسے۔ لوگ ٹنٹ سارا اردو ۳/۱ روپے۔
شوہرانی اردو۔ ۳/۱ روپے۔ حقیقی آئندہ راستہ۔ ۲/۱ روپے۔ مقرر سالہ اودم بھیری گٹ دہلی سے منگائیے۔

خطوطِ گوبند

(از قلم شری ۱۰۸ سوامی گوبند آنند جی ہلنج)

خط نمبر ۳۰۵

ہانی لاجھ سے پرے

چوٹرکانہ - ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء

پُرے آتما اوم آنند۔ جب منومئی لیلچیتن کی ہے جس کے ہونے نہ ہونے یا کم و بیش یا ایسے ویسے ہونے میں کچھ جیتن کے لئے ہانی لاجھ وائیک نہیں۔ صرف موجودہ وقت سوچن کی طرح سیر کرنا ہے۔ فقط۔ گوبند آنند

خط نمبر ۳۰۶ مرد غازی تیاگ سمبندھی ایدیش

انچوٹرکانہ منڈی - ۱۱ ماکھ ۱۹۹۲ء

(نوٹ :- پوجیہ سوامی جی نے ہما تھادولت رام جی کو سنڈیا س آشرم میں پرولیش کرنے پر زور دیا۔)

اوہ کدوں ہورتاں کچھ دے فی غازی مروت جیہ سکر جنگ کرن جاوون
اوہ مول نہ کدی صلاح لیون ستیاں جیہریاں چھاتے پڑھن جادون
اوہ کدی پتنگ نہ خوف کھاندے جلدی شمع اُتے جیہڑے جلدن جادون
اوہ نہ نفع نقصان دا خیال کردے آگے یار جیہڑے سر دھرن جادون
اوہ کی کرن صرفا غوطے کھاوے دا سوہنی واناب دریا جو ترن جادون
اوہ مثل منصوبہ دی فتح پاندے چڑھ۔ اے دار اُتے جیہڑے مرن جادون
اوہی نیل کے ڈکھ سنسار وچوں درشن سکھ سُرپ دا کرن جادون
تن دھن بڑی چھوڑ پرماہ گوبند سچے رب والی جیہڑے شرن جادون

اوم

اوم

اوم

پیارے آتما۔ اوم آنند۔ اب میں صاف صاف اور مکمل کھلا کھنچا چاہتا ہوں۔ یہ مضمون بار بار نہیں لکھا جاوے گا۔ اسکو ایک دفعہ کے تحریر شدہ پر ہی غور کر کے جیسا مناسب سمجھیں عمل کریں۔

(۱) اگر آپ اپنے سوانگ کو سچھل کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے عام لوگوں میں مشہور کیا ہوا ہے۔ تو اس کیلئے زیادہ سوچوں یا اصلاح مشورہ کی ضرورت یا توقع نہیں ہے۔ اور نہ ہی جھکے یا ڈرنے یا لمبی دور اندیشی کا اب وقت ہے۔ اگر پراجناں پر تیاگ کا ہے۔ تو سچے صحت۔ جلدی سے جلدی قطعی فیصلہ کر دینا چاہئے۔

(۲) سوامی رام تیرتھ جی ہاراج جب چھوڑنے لگے تو اُس وقت اُن کی تعطیلات گرمی میں صرف پندرہ یا سترہ دن باقی تھے۔ سب لوگوں نے یہ رائے دی کہ اگر پندرہ دن اور استغنیٰ نہ دیں۔ تو تین چھینے کی تنخواہ اور مل جاوے گی۔ تعطیلوں کے بعد استغنیٰ دیا جاوے۔ لیکن آپ نے کسی کی نہ سنی۔ اور شروع کے شعروں کے مضمون کو پورا عمل میں لا کر دکھلایا۔

(۳) اگر دنیا کی خواہش دل میں خفیہ طور پر ہے۔ تو فی الحال ارادہ ترک مذکورہ بالا کو چھوڑ دیا جاوے۔ اور سفاری سوانگ کو بلا سوچے سمجھے دھارن کر لیا جاوے۔ شرم یا ہتھ سے اس واسطہ کو اندر دباننا۔ اس کے پھر ابھرنے کا شک ہو مناسب نہیں ہے۔

(نوٹ) سوامی جی کو شک ہوا کہ شاید دولت رام جی شادی کرنے کا خیال دامنگیر کھتے ہیں لیکن ظاہر نہیں کرتے (۴) نہ تو تیاگ کا پورا سوانگ اور نہ ہی گرمی کا اس کے درمیان میں ڈبٹری میں لات دھرنے کی طرح سرسرخ غلط اور نامناسب اور برخلاف شاستر کے یہ طریقہ ہے۔

(۵) تیاگ کے موقع پر دل کی کمزوری سے ویدانت کی اڑے کر یہ سمجھنا کہ گرمی تیاگ سے مجھ آتما کا کچھ بگڑتا سنو رہا نہیں ہے۔ وچاروانوں کے نزدیک یہ درست نہیں۔ بلکہ ناواقف ہے۔ کیونکہ آپ جیسے ادھکاریوں کے لئے جو جیون مکت اوستھ کے ادھکاری اور خواہشمند ہیں سوائے فوری پردھان حالت کے اور کوئی طریقہ جیون مکت اوستھا کا نہیں ہے۔ چونکہ آپ پورے سمجھدار ہیں۔ اور اقم سے اپنی کمی بخشی کی نسبت خود اچھا سمجھ سکتے ہیں۔ اس لئے اتنا کھنسا ہی کافی سمجھ کر فقط براکتفا کرتا ہوں۔ فقط سب سمجھوں کہ اوم آندہ سب کی طرف سے اوم سچا نندہ۔ گوئی

خط نمبر ۳۰ تیاگ کا موقع

از چوٹہ کاندہ ۲۹ جنوری ۱۹۷۱ء

پیارے آتما اوم آندہ۔ آپ کا پتر پہنچ گیا۔ حرف بحرف بڑے غور سے پڑھا گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ آپ کا سچا شوق اور پورن تیاگ کا مسلسل ارادہ ہے۔ عزیز من! اگر واقعی شوق کر دیکھا جائے۔ تو تیاگ کرنے کا موقع ہی یہی ہے۔ اس وقت اور آتو اور ویراگ اندر پر کم ہیں۔ جیسے سمجھاؤ ہمیشہ کے لئے قائم کرنا چاہیں۔ مطابق قاعدہ شاستر و خیالات دہلی ہم اُن کو قائم رکھ سکتے ہیں جو آئندہ ہمیشہ کے لئے عمل میں آتے رہیں۔

شریک کے کمزور ہوجانے یا غمزدگی جانے یا ویراگ ڈھیلا پڑ جانے پر شوق بھی ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ ایسے موقعہ کا تیاگ بھی گرمی ہی کے برابر ہے جیسا کہ ہم لوگ کر رہے ہیں۔ آپ کا موقعہ سوانگ جدید کے پورے اتارنے کا اگر ہے تو یہی ہے۔ جب نہریا لائن ریلوے کا سرورے ٹھیک ہو کر کام شروع کیا جاوے۔ وہ آخر تک ٹھیک چلتا ہے۔ اگر شروع میں کوئی نقص رہ جاوے تو پھر اس کا تادم آخر نکلتا یا درست ہو جاتا یا مشکل نظر آتا ہے۔ بلکہ ناممکن۔ چونکہ آپ اسکی حقیقت کو پورے طور پر جان چکے ہوئے ہیں۔ اس لئے اس کے متعلق زیادہ حاجت فکر نہیں۔

(۶) اگر یہ شریرا چھارہ۔ اور ان جل نے کشش کی تو پھر خیال تو ایسا ہے کہ شروع حیات میں جسکی تاریخ کا فیصلہ تیرتھ

پر ہوگا۔ یہاں سے اٹھ کر پہلے رکھی کیش کچھ دن رہ کر پھر حقوڑا سا ہر دو ار کا سیر و درشن میل لکھی ہو جائے گا۔ اور کنبھ کے دن سے پہلے ہی خواہ ادھر پنجاب کو آجاؤں یا اور جگہ۔ یہ فیصلہ بھی بر موقع ہی ہوگا۔

(۳) رخصت یا استعینہ کی بابت جیسا آپ کا ضمیر یا کائنات مستقل طور پر اجازت دے۔ اسی طرح عمل میں لانا چاہئے۔ اس کے متعلق دوسرے سے صلاح مشورہ لینے کی نسبت اپنے ضمیر سے صلاح مشورہ لینا بہتر ہے۔ یا جسے قدرت سامان ہتیا کرے یا جس میں کوئی خاص رکاوٹ نہ ہو۔ وہ عمل میں لایا جاوے۔ ارادہ مستقل سمجھ کر کیا ہوا بھی جس میں کوئی خاص رکاوٹ نہ ہو قدرت سے شامل سمجھا جاتا ہے۔

(۴) یہ سب خیالی پلاؤ دیکایا گیا ہے، یا پاک رہا ہے۔ دراصل تو سوائے آتمنا کچھ ہونا ہے اور نہ ہوگا۔ مگر بیچارہ اور درشتی سے تو یہی پلاؤ دوسرے تلخ اور ترش پلاؤں سے میٹھا اور خاندہ بخش معلوم ہوتا ہے۔ آگے آپ جانیں فقط سب سست سنگی صاحبان کو ہری اوم آئندہ اور سب کی طرف سے اوم جے سچا نند۔ گوبانند۔

از طرف رام

از جیوں۔ مورخہ ۲۱ ۱۱/۹۴

خط نمبر ۳۰۸

فال مبارک

پرم پوجیہ شردھری برہم نیشٹھی شردھی ۱۰۸ شرمیان مدت گورو دیو جی جہاراج اوم آئندہ نونا رائن نسرکار۔ ایک فال دیوان حافظ صاحب سے نکالی گئی۔ جو ذیل میں درج کر کے حضور کی خدمت آئیں اس میں پیش کی جاتی ہے۔ قبولیت سے آگاہی فرماویں۔ اور اس پر اپنی مبارک رائے بھی تحریر فرماویں۔ فقط دولت رام

- | | | |
|------|-----------------------------------|-------------------------------------|
| (۱) | روز بھراں و شب فرقت یار آخر شد | از دم این فال و گذشت آخر کار آخر شد |
| (۲) | آہنگہ ناز تنعم کہ خزاں مے فرمود | عاقبت در قدم باد بہار آخر شد |
| (۳) | بعد ازین نوبت باقی دہم از دل خویش | کہ بخورث بہار بیدیم و غبار آخر شد |
| (۴) | بہار پریشانے شب باغ دراز و غم دل | ہمہ در سایہ گیسوئے نگار آخر شد |
| (۵) | ساقیا! عمر دراز و قدمت پیر مے باد | کہ بسی تو آسم اندوہ خمار آخر شد |
| (۶) | شکر ریزو کہ باقی سال گلہ گوشہ گل | نخوت باد وئی و شوکت خمار آخر شد |
| (۷) | بادرم نیست زبد عہدی آیا مے منور | قصہ غصہ کہ در دولت یار آخر شد |
| (۸) | صبح امید کہ بد معتکف یہ رزہ غلب | گو بروں آئی کہ کار شب تار آخر شد |
| (۹) | گراشت فغانی کار من از زلف تو یوز | مل این عقدہ دہم از روتے نگار آخر شد |
| (۱۰) | در شمار رانیہ تیار و کسے حافض را | شکر کار محنت بے در شمار آخر شد |

معانی و مضامین

(۱) آج میں نے یہ فال ڈالی اور یہ آخر دیوان ہوا اور کام بن گیا۔ کہ خبر کے دن اور جدائی کی رات ختم ہو گئی۔

- (۲) خزاں کے وہ ناز غرے جو وہ دکھاتی تھی۔ آخر کار بہار کی ہوا کے قدموں میں اُگر قربان ہو گئی۔
- (۳) اس توجید کے سونج کے چڑھ جانے سے اپنے دل کے اندر سے سارے ڈھم اُڑ گئے۔ اور نور میں جا کر ختم ہو گئے۔
- (۴) وہ لمبی راتوں کی گھبراہٹ اور دل کا غم اُس پیارے معشوق (پرہاتما) کے زلفوں کے سایہ میں ختم ہو گئے۔
- (۵) ہے سست گوردیو تیری عمر دراز ہو اور جہرانی کا پیالہ بھرا رہے کہ تیری کوشش سے میرے غم اور دکھ کا خٹار اٹھ گیا۔
- (۶) آج شیرینی بانٹی جاتی ہے۔ کیونکہ بچوں کے سہرہ کے اقبال سے کانٹوں کا شان و شوکت اور دوستی کا اہنکار ناش ہو گیا۔
- (۷) یہ مجھے یقین نہیں کہ اب بُرے دن ہیں۔ یہ حیرانی ہے۔ کہ تیرے در دولت پر وہ دن ختم ہو گئے ہیں۔
- (۸) اُمید کی صبح جو کہ غیب کے پردہ میں مری طرح پھٹی ہوئی تھی۔ آج ظاہر ہو گئی۔ اور اندھیری رات ختم ہو گئی۔
- (۹) اگر میرے کام کا تیرے زلفوں سے کھلنا (کامیابی) ہو جائے تو یہ عقدہ تیرے درشن کے سبب سے حل ہو جائے۔
- (۱۰) تیری شان میں حافظ کو کون لایا یعنی تیرا ہی سر و پست گور و نہ کر کے دکھلا دیا۔ شکر ہے کہ وہ بے حد و بے شمار محنت ختم ہو گئی۔

مرشد کی عنایت

اہم

تمنا ہے کہ مرشد کی عنایت اور ہوجاتی
مری مشق شریعت اور طریقت اور ہوجاتی
نگاہ منطقت سے اُنکی دُنیلے تصور بھی
اگر آئینہ دل میں وہ اُگر جلوہ زار ہوتے
زبان و ذہن پر میرے عنایت کی نظر کرتے
حقیقت کی حقیقت درحقیقت خود حقیقت ہے

سکوں پاتا ہر اہل اسکی حالت اور ہوجاتی
حقیقت سلسلے میں تو عورت اور ہوجاتی
سنور کر رُخ کش فرودس و جنت اور ہوجاتی
مقدّر جاگ اٹھتا میری نسبت اور ہوجاتی
نصاحت اور مہربانی بلاغت اور ہوجاتی
اگر یہ رمز سمجھاتے تو قدرت اور ہوجاتی

منیا نے نور حق مسرور کے اس حجرہ دلی
ترے ہی دم قدم سے دور خلعت اور ہوجاتی

فیضانِ مرشد

(شاعر خوشہ کلام پروفیسر بخشیش اختر امرتسری دہلی)

مرشد کے قدم سے دُور رہنے والا نادان بعید طور رہنے والا
پاسکتا نہیں جلوہ نوری کی جھلک بیگانہ شرفِ نور رہنے والا

رشتہ خضر راہ سے توڑا جس نے ناطہ کسی نااہل سے جوڑا جس نے
وہ زلیست میں باکام نہیں ہو سکتا مرشد کی وفا سے منہ کوٹورا جس نے

مرشد سے جو بیزار ہوا کرتا ہے اُس سے جسے انکار ہوا کرتا ہے
بے خالق و مخلوق کی نظروں میں ذلیل اختر وہ گنہگار ہوا کرتا ہے

بدنام بنکو نام کہاں ہوتا ہے حاسد کوئی خوش کام کہاں ہوتا ہے
بے صاف دلی کا جام اٹھا لیکن ہر بات میں یہ حسام کہاں ہوتا ہے

جلوہ تجھے اللہ کا دکھائے مرشد اک سن میں خالق سے ملائے مرشد
اس ذات کو پانے کا طریقہ کیا ہے آنکھ کو طریقہ وہ سکھائے مرشد

اونچا ہے فلک سے بھی مقام مرشد سدرہ سے بلند تر ہے بام مرشد
اس اوج و بلندی پہ پہنچے ہے اگر قدموں کو اٹھائو لے کے نام مرشد

کلام مضطر بنظم قیمت 50 پیسے۔ علم الریح یعنی جسم گیان۔ 1/50 جیب جی سب کا ترجمہ از فقیر مہاری لال قیمت 1/1
گھر کا ڈاکٹر قیمت 5/9

اڈم

(اڈم)

اڈم

مسلسل

قصہ کا

شکر دگ و بے

شری سوامی ستیہ زندگی کے ہندی الواد کا اردو ترجمہ

مندن مشر سے شاستر ارتھ - بندت مندن مشر جی کے وشال بھون میں شاستر ارتھ کا ایوجن کیا گیا۔ بہت سے بودوان پنڈت لوگ آتساہ کے ساتھ شاستر ارتھ سننے کے لئے پدھارے بندن مشر کی دھرم پتی اُبھے بھارتی (شاردا) نے دونوں بودوانوں کے اصرار کرنے پر مدھیت JUDGE بننا سو دیکار کر لیا۔ اُسکی شو بھاو کھینچ لے گئی تھی۔ وہ ساکھشات مسرتی نظر آتی تھی۔ اور یہ ناری جاتی کیلئے یہاں گورڈ کی بات تھی۔ (نوٹ) ہندو سماج میں پیشتر ازیں اسی طرح کی مان پر تشٹھ استری جاتی کے لئے جلتی آری تھی لیکن مگر دشمن انگریز نے پُرش اور استری کے علیحدہ علیحدہ حقوق ظاہر کر کے ہندو ناری کا اپمان کیا۔ کیونکہ ہندو ناری تو سر و سوار مکمل طور پر ا گھر کی مالک تھی۔ وہ پُرش سے اپنی کوئی علیحدہ ستا سو دیکار کر کے لئے تیار ہی نہ تھی۔ کیونکہ ہندو شاستروں کے مطابق استری تو پُرش کی ار دھا لگتی (اُدھا انگ) تصور کی جاتی ہے لیکن ہندو دھرم کی جڑیں کٹتے اور عیسائیت پھیلانے کیلئے انگریزوں نے یہ شو شا پھیر دیا۔ اور انگریزوں کے جیوں نے (جو بد قسمتی سے ہندو جاتی میں پیدا ہو گئے) انہوں نے طلاق وغیرہ کا قانون رائج کر کے ہندو ناری کے پتی برت دھرم اور دھارماک حقوق کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا۔ اب مغرب زدہ ہندو ناری نہ گھر کی رہی نہ گھاٹ کی۔ اور وہ پرارتھ سے بالکل رنجیت ہو گئی۔ آج بھی ۹۹ فیصدی ہندو ناریاں اس طلاق کو اور باپ کی جائداد کے حق کو تسلیم نہیں کرتیں۔ اور پتی کو ہی اپنا ایشور مانتی ہیں۔ اور سیوا دھرم پر مگنہ (سیوا دھرم سب سے زیادہ مشکل دھرم ہے) کو مانتی ہوئی بھی گربست دھرم کے بندھنوں کو سو دیکار کر کے اپنا لوک اور پرلوک سنوار رہی ہیں۔) ایڈیٹر

اُبھے بھارتی (شاردا) نے پتی کے اصرار کرنے پر مدھیت (فیصلہ کرنے والا) بننا سو دیکار کر لیا۔ اور پتی کے ہار جانے پر صحیح فیصلہ دیا۔ کوئی درد عانت نہ کی۔

بھگوان شکر نے اپنا نشیہ اس پر کار پر گٹ کیا۔

برہم ایک ست پت آئندہ۔ نرمل تھا پرارتھ ہے۔ جیسے رستی میں سانپ اور سیپ میں چاندی کا وہم ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ست پت آئندہ روپ برہم۔ بھیا انادی اگیان کے کارن دریشیہ مان جگت پر پنج روپ سے بھاست (پرتیت) ہوتا ہے۔ جب اسے تو م آئی تھم برہما " ॥ ॐ ॥ اڈی اپنشد اور دواہر جو برہم کی ایک گالیان ہوتا ہے۔ تب انادی کارن مھیا گیان سبھت یہ تمام پرتیج پورت ہو جاتا ہے اور یہ اپنے اصلی چمن سے سروپ (استما) میں پر تشٹھت ہو کر جنم مرن سے رمت یعنی گت ہو جاتا ہے۔ یہ ہمارا سدھانت ہے۔ اس میں اپنشد پرت ہے۔ میں پرت اپنے آکھن کو دہراتا ہوں۔ جو برہم ایک ہے یہی میرا رشتہ ہے۔ اس میں اپنشد واکہ پرمان ہے۔

एक मेवा द्वितीयं ब्रह्म ।
 सत्यं ज्ञानमनन्तं ब्रह्म ।
 विज्ञानमानन्दं ब्रह्म ।
 सर्वं खल्विदं ब्रह्म ।
 ब्रह्म विद ब्रह्मेव भवति ।
 तत्र को मोहकः शोकः
 एकत्वमनुपश्यतः ॥ (ईश ७)

(چھاند و گیہ اُپنشد - 6 - 2 - 1) ایک ہی ادویت برہم ہے۔
 (تیرہ اُپنشد - 2 - 1 - 1) برہم سبتگیان اننت سُرُوپ ہے۔
 (بردارنیک اُپنشد - 3 - 9 - 28) برہم و گیان اور اننت سُرُوپ ہے۔
 (چھاند و گیہ اُپنشد - 3 - 14 - 1) نشیہ کر کے سب برہم ہی ہے۔
 برہم و تیا برہم سُرُوپ ہی ہوتا ہے۔
 جیو برہم کے ایکٹو کا اوجھو کرنے والے تنووت کو گیان اوستھا میں
 موہ اور شوک کہاں؟

اتیادی شرتیاں پرمان ہیں +
 اگر میں آپ سے ہار گیا۔ تو میں ان بھگوئے کپڑوں کو اتار کر سفید کپڑے پہن لوں گا۔ میں اس کا فیصلہ شرمیتی
 اُچھے بھارتی پر چھوڑتا ہوں۔
 شنکر کی پرتگیا سنکر۔ گربستوں میں شرتیہ وہاں دودوان پنڈت منڈن مشرنے بھی اپنے مت کے سدھانت کا
 وزن کر کے پرتگیا کی۔
 منڈن مشرن کی پرتگیا۔ چیتنہ سُرُوپ برہم کے پرتی پادن کرنے میں (ویدانت) اُپنشد پرمان نہیں ہیں۔ کیونکہ
 چدروپ سدھ و ستوں شکتی کا یوگ نہیں ہے۔ ارکھات سدھ و ستو کے پرتی پادن میں ویدانت و اکیوں کا تاثیر
 نہیں ہے۔ جیسے گھٹ پٹ اُدی سدھ و ستو کے بودھن کرانے میں شاستر کا تاثیر نہیں ہے۔ کنتو ویدنت سے پورب
 بھاگ کرم کا نڈ کرانے میں پرمان ہے۔ ویدکروں سے ہی شکتی بتاتا ہے۔ اس لئے اس لوک میں نیش کو تمام اُیو کرموں کا
 اوتشٹھان کرنا چاہئے۔ جیسا کہ ایسا و سید اُپنشد میں کہا ہے۔

कर्त्तव्ये वेह कर्माणि जिजि विषे च्छत ॥ समाः ॥ ईश - २ ॥

ارکھ۔ کرم کرتے ہوئے سو ورتش جینے کی اچھا کرے۔
 اس پر کار شرتی اُدی پرمانوں کے ادھار پر یہ سدھ ہوتا ہے کہ وید منتروں کا کرم میں تاثیر ہے۔ برہم میں نہیں۔
 اس (ادب و محبت مباحثہ) کے کرنے پر پیدی میری شکست ہوئی۔ تو میں سفید شرتیاگ کر بھگوئے پہن کر آپ کا نشیہ ہو جاؤں گا۔
 جس میری پتی اُچھے بھارتی کو آپ نے شاستر ارکھ میں مدھیمنت بنایا ہے۔ اُسے میں بھی سولیکار کرتا ہوں۔
 یہ کہکرو نو دودوان اپنے اپنے استھانوں پر بیٹھ گئے۔ تب اُچھے بھارتی نے اُنکے گلے میں لپیٹ لایا ہنا کر یہ گھوٹنا کر دی۔
 ”جیسے بھی کنتو کی مالا جب سوکھ جائیگی تب مسو کا نشیہ پراجے (شکست) سمجھا جائیگا۔“ یہ کہکروہ گھر چلی گئی۔ کیونکہ
 اپنے پتی اور سنیا سہی کیسے بھوجن تیار کرنا تھا۔
 (نوٹ) دیکھئے! اتنی دودوان مروتے ہوئے بھی وہ پتی کا کھانا خود بنایا کرتی تھی۔ بندو پتی برتاناری کی ہما کو وزن کرنے
 میں آج کا پندت سماج تو اسمرتہ ہی ہے۔

دونوں دودوانوں کے شاستر ارتھ سننے کے لئے برہما۔ وشن ہیش بھی ادرشیہ روپ میں (یعنی چھپکر) اسی سدن کے اوپر استھت ہوئے۔ اپنے پکش کیلئے دونوں نے سمست وید کو ساکشی پرمان مانا۔ دن پر پی دن شاستر ارتھ گھبیر ہوتا گیا۔ اس کے سننے کے لئے دور دور سے نپڈت مندلیاں آئیں۔ اسی پر کار پانچ چھ دن بیت گئے۔ اچھے بھارتی صرف دوپہر کے وقت اگر دونوں کو بھوجن دے جاتی۔ شاستر ارتھ کرتے وقت دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ کرم کا نام و نشان نہ تھا۔ آخر شکر نے منڈن بشر کو لا جواب کر دیا۔ اچار یہ نے شرٹی پرمان سے سدھہ کر دیا۔ کہ ویدانت برہم میں پرمان ہیں۔ کرم میں نہیں۔

اس پر کار منڈن بشر جب اپنے سدھانت کے سر حق کرنے میں اصرار ہو گئے تب ویدانت واکوں سے پرسدھ ادویت سدھانت کے کھنڈن کرنے کی ہتھکڑی بولے۔

بے قی سر شیشٹ! آپ لوگ جیو اور برہم کی واسطہ کو پشہدھایک روپتا سولیکار کرتے ہیں۔ (یعنی جیو اور برہم ایک ہی ہیں۔ ان میں بھید نہیں) پر تو ہم تو اس دشنے میں کوئی بھی پر بل پرمان نہیں جانتے۔ ارتھات وید میں کوئی بھی ایسا پرمان نہیں ملتا جس سے جیو برہم کی ایکسا سدھہ ہو نیز ہر ایک پرانی دکھ کی فورتی اور پرمانند کی پراپتی کا خواہشمند ہے اور یہی پرشارتھ ہے۔ جسکے لئے جید کے مطابق سیکوہ وان تپ آدی کرم بتائے گئے ہیں۔

شکر بولے۔ اس دشنے میں اپنشد برہم ہیں۔ اداک آدی جہان کو رو لوگ شویت کیتو آدی پر ماکھ شیشوں کو پر ماکا اکم روپ سے گرہن کرتے ہیں۔ جیسے۔

ॐ तत्सत्यं स आत्मा तत्त्वमसि श्वेतकेतो ॥ ६-८-७

ارتھ۔ وہ ستید ہے۔ وہ اتم ہے۔ بے شویت کیتو! وہ تو ہے۔

جیسے جل میں ڈالایا نکھل جانے سے دشنی کو پر نہیں ہوتا۔ ویسے ہی برہم سر وڈر واپت ہونے پر بھی دشنی کو چر نہیں ہوتا

न चक्षुषा गृह्यते ॥

وہ چکشو (آنکھ) سے دیکھا نہیں جاتا۔

पृथग्जनक प्राप्तो ऽसि पृथग्जनक प्राप्तو ॥

پھر ہر شئی یا گیہ و لگیہ نے بھی راہ جنک کو کہا۔

तदा ऽऽत्मान मेवावेदहं ब्रह्मास्मि तस्मात्तत्सर्वम् भवत् ॥

ارتھ۔ یہے جنک! شچے تو اچھے پڈ کو پراپت ہوا ہے۔ میں برہم ہوں ایسا اپنے کو جان۔ ایسا جاننے سے وہ

سب برہم ہوا ॥ ब्रह्मविद ब्रह्मैव भवति ॥

برہم وید برہم ہی ہوتا ہے۔

तत्र को मोहः क शोक एकत्मनः पश्यतः ॥

ایضا وہ اسے اپنشد میں لکھا ہے۔

ارتھ۔ ایکو (ایک ہی) دیکھنے والے کو موہ کہاں اور شوک کہاں۔

ایسے شرٹی پرمان کیلئے اور اڈا ہونوں (شالوں) سے جیو برہم کی ایکسا ہی سدھہ ہوتی ہے۔ برہم اتم بھاد جوتے سے

سب دکھوں کی آیت فورتی اور پرمانند کی پراپتی روپ پرشارتھ سدھہ ہی ہے۔ (باقی پھر)

آئینہ حقیقت

از پنڈت سوز

اگھو ما پھر تلاش میں لیکن ہیں ہے تو
تیرے وجود پر ہے خیال بشر دلیل
چشم مجاز رام خرو میں اسیر ہے
مجھ کو بھی کاش ہو بھی حق نظر عطا
ملی کو بھی پناہ دی رحمت کے سائے میں
مہر خیف و میل قوی کا کفیل ہے
سطح زمیں پر جھکڑے ہیں ایمان و کفر کے
رستے کی چھان بین میں گم راہگیر ہیں
دنیا میں تیرے نام پر بہت ارا لہو
وہم و گماں میں کیوں ہے گرد اس رام سوز

مجھ کو خبر نہیں تھی کہ دل سے قریب ہے تو
میرا یہ سوچنا بھی کہ شاید نہیں ہے تو
بخت غلط ہے ورنہ کہہ نہیں ہے تو
میں بھی تو دیکھ لوں تجھ کو کتنا میں ہے تو
خود مار کشتی کے لئے استیں ہے تو
ڈھانکا ہے جس نے بلکہ وہ چربا بریں ہے تو
منزل بہت بلند ہے جس جا بکیں ہے تو
سالاک سے بے نیاز ہو ایسا نہیں ہے تو
ہر چند ماورائے رو کفر و دیں ہے تو
ایمان کی بات یہ ہے کہ عین یقین ہو تو

پہل درویش

(از منشی سورج نرائن جی تھرا)

دوسرا سادھن بیراگ یا نفرت از دنیا

ساتویں سادھو کی کہانی

بیراگ دولت اور یار دوستوں سے

گرمیہ دیکھا ہے اند خندہ دیکھا
مطلب کا یار ہے زمانہ لے تھرا

دنیا کا عجب ہم نے دھندا دیکھا
جس کو دیکھا غرض کا بندہ دیکھا

ہوتا ہے یہاں تہ کوئی کب اپنا
ہم نے سب تم شنائے غرض کے پائے
مطلب ہاں ڈھونڈنے ہیں ہم سب اپنا
سچ ہے دنیا ہے اور مطلب اپنا۔

جس سادھو سے خطاب کیا گیا تھا۔ اُس نے اپنی داستان اس تہمید سے شروع کی۔ ہمارا رج و دیک بدمنت کا پہلا سادھن ہے۔ اسکی ابتدا آدمی کو ویدانت پڑھنے کے لائق بناتی ہے۔ اور اسکی انتہا پورن گیان اور جیون مکتی کا حصہ دار کرتی ہے۔ ہیراگ دوسرا سادھن اور وویک کا قدرتی نتیجہ ہے۔ جہاں آدمی کو یہ تمیز ہونے لگی۔ کہ سب چیز ایک آتما ہے۔ باقی سب بگت بھوٹا ہے۔ اُسے دنیا اور دنیا کی چیزوں میں دلبنگی نہیں رہنی چاہئے۔ اسی دلبنگی کے نہ رہنے کا نام ہیراگ ہے۔ جتنا یہ ہیراگ طبیعت میں استوار ہوتا جائیگا۔ اتنا ہی آدمی دنیا سے ہٹتا جائیگا۔ اور ترقی روحانی کرتا جائے گا کیونکہ جو شخص دنیا کو بے ثبات مانتا ہے۔ یہاں کے تماشے اس کو عالم رویا کے تماشوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جان بوجھ کر کوئی شخص خواب کے نظاروں کو سچا مان کر انہیں نہیں بھینسا کرتا۔ پس ترقی روحانی کے لئے ہیراگ ایک لازمی چیز ہے۔ چونکہ میرا حال بڑا بترناک ہے۔ اس وجہ سے سناتا ہوں۔ مجھے قابل اُمید ہے کہ اس سے ہر شخص نیک سبق حاصل کرے گا۔

میرا نام کرڈی مل ہے۔ اور میں لکھنؤ کے ایک امیر کبیر آدمی کا بیٹا ہوں۔ ہمارے گھرانے میں بڑھاپہ پلشت سے سا ہو کاری ہوتی تھی۔ لاکھوں کالین دین کرتے تھے۔ لاکھوں کی عبادت تھی۔ لاکھوں روپیہ نقد گھر میں رہتا تھا۔ چنانچہ میں نے بڑے اگلے تعلقے سے پرورش پائی ہے۔ نوکر ماکر گاڑی سواری۔ پوشاک خوراک۔ مکان اور سامان۔ غرض ہر چیز شہنشاہوں کی طرح میرے لئے ہتیار رہتی تھی۔ ہنڈی پرچے کا کام اور ہندی جہا جی سیکھنا تو میرا فرض ہی تھا۔ لیکن لکھنؤ کا بسیا تھا۔ وہاں کی زبان اردو کا بھی رسیا تھا۔ مزے لے لے کر اردو شعرا کا کلام پڑھا کرتا تھا۔ اور خود بھی اسی رنگ میں شعر کہتا تھا۔ آپ سادھو لوگ ہیں۔ چونکہ آپ کو یہ علم نہیں ہے کہ شعرا نے اردو کے خیالات کس قسم کے ہوتے ہیں۔ اس لئے کچھ نوٹنے کے اشعار چڑھتا ہوں۔

پندہ اعظ سننتے سننتے کان اسنے بھر گئے
نہنی تو سہی تو بھئی ہو جائے گی زاہد
کیا عبادت کو ہمیں ہیں سب فرشتے مر گئے
کینخت قیامت ابھی آئی نہیں جاتی

داغ

عمر سادی تو کئی عشق بتاں میں موتیں
مومن سونے شرق اُس بُت کافر کا تو گھر ہے
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہونگے
ہم سجدہ کدھر کرتے ہیں اور کعبہ کدھر بنے

موتیں

قرض کی پیتے تھے مے پیر لیں کہتے تھے کہ ہاں
دھول دھپا اُس سربا ناز کا شیوہ نہیں
رنگ لائیگی ہماری فاتحہ مسیقی ایک دن
ہم ہی کر بیٹھتے غائب پند مسیقی ایک دن غائب

پہنچا بلے شب کنت لگا کر وہاں رقیب
دروازہ میکرے کا نہ کر بند محتسب
سیح ہے چراغِ ازل کی رتی جلا ہے
ظالم خدا سے ڈر کہ درِ توبہ بار ہے
نور

صبح اٹھ جام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے
شب دلا رام سے گذرتی ہے
اب تو آرام سے گذرتی ہے

یہ اشعار مستند استادوں کے ہیں۔ اسی طرح کے اشعار حسن مارو شاعر کے دیوان سے فرمائیں۔ دستہ
دستہ چن سکتا ہوں میں انہیں پڑھا کرتا تھا۔ اور اسی قسم کی شاعری کی ادھیر میں میں خود را کرتا تھا۔ فرمایا ہے جو
نوجوان ایسے مخرب اخلاق مضامین شب و روز دیکھتا رہے۔ اُس کا انجام کیا ہونا ہے۔ شاعری ایک متبرک اور
مقدس جذبہ انسانی ہے۔ جو دل کو اُبھار اور خیالات کو علو بخشتا ہے۔ ہمارے ہاں لوگوں نے اسے اُردو
زبانوں اور بھڑوں کا کھیل بنا دیا ہے۔ میں چونکہ امیر کبیر آدمی کا بیٹا تھا۔ شاعرے میں میری غزلوں کی وہ داد ملتی تھی
کہ کچھ نہ پوچھئے۔ میں نے شعر پڑھا اور ہر طرف سے مریحاً جزاک اللہ کی صدا بلند ہوئی۔ یہ نعرہ تحسین بلند کرنے
والے لوگ میرے دست نگر۔ بذلہ سنج۔ لطیفہ گو۔ خود اسی قسم کے شعر کہنے والے آؤنی تھے جن کے ساتھ میں روپے
پیسے سے سلوک کرتا رہتا تھا۔ اور جو بیجا تعریف اور خوشامد کر کے مجھے آسمان پر چڑھاتے رہتے تھے۔
میرے ہم صحبتوں اور ہم نشینوں کا ایک جگہ تو یہ تھا۔ انکے علاوہ احباب کا ایک مجمع کثیر اور تھا۔ ان میں
سے بعض موسیقی کے شائق یا استاد تھے بعض کپوتر باز۔ پتنگ باز۔ مرغ باز۔ تمار باز۔ یا اور کچھ باز تھے بعض کھانا
پکانے اور نعمت ہائے لذیذ بنانے میں استاد تھے۔ اور شراب کے جلسوں کی جان تو تقریباً سب ہی تھے۔ احباب
کے جلسے اکثر ہوتے۔ اُن میں شعر خوانی۔ لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی ہوتی۔ میں کرسیوں میں جاتے سفر کرتے سیر پائے کا دم
بھرتے بھیتروں۔ رنگوں۔ گھڑوئوں میں شریک ہوتے۔ بھاری بھاری شرطیں لگاتے اور اُن میں توبہ ہار جیت ہوتی۔
اس قسم کے جلسوں کا خرچ کثیر میرے ہی سر پر پڑا کرتا تھا۔ لیکن لازمہ امیری سمجھا جاتا تھا۔ اس وجہ سے خیال بھی نہیں
آتا تھا۔ کہ یہ خرچ بے جا ہے۔ یا حد اعتدال سے متجاوز ہے۔

والد کی عین حیات میں بعض جلسے انکی اجازت یا حکم سے ہوتے تھے۔ اور بعض میں میں چھپے چوری شریک
رہا کرتا تھا۔ میرے ہمنشینوں نے مجھے صلاح دی تھی۔ کہ اردو شاعری اچھی سمجھی ہو سکتی ہے۔ کہ شاعر زمان بازاری
کی حرکات و سکنات۔ رُضو کو نہ کہ تلو و محاورہ اور بالعموم ہر قسم کے چوچلوں سے آشنا ہو۔ چنانچہ قبول صورت۔
خوش کلام اور دل فریب و دلربا رندوں کے کوٹھوں پر مجھے میرے احباب لے گئے۔ اور لکھتی ساہوکار کا
بنیا۔ سمجھ کر ہر ایک نے دام فریب میں پھنسا نا مایا۔ جوانی و دیوانی ہوتی ہے۔ ایک مشوقہ طراز کے دام میں میں آ
بھی گیا۔ اور خفیہ طور پر اسے معقول مشاہیر پر لڑا کر لیا۔ شام کو ہوا خوری کرنے جانا تو بھی کبھی اس کے پاس میں چلا

جاتا تھا۔ وہ دمبار ہجر و فراق کے پھڑکتے ہوئے اشعار مجھے سناتی اور بار بار کہتی۔ میں تہناری عبدائی میں
دلفکار رہتی ہوں۔ تم روز کیوں نہیں آتے لیکن مجھے والد کا بھی خوف رہتا تھا۔ اور عزت کا بھی خیال تھا۔
ہر قسم کے عیب بے شک کرتا تھا۔ مگر خفیہ خفیہ۔ ابھی کھل کھیلنے کی مجھ میں ہمت نہ تھی۔

جب والد کا انتقال ہو گیا تو کچھ روک ٹوک نہ رہی۔ جتنے میرے ہمنشین اور ہم صحبت پہلے تھے۔ اب ان
سے دُش گئے بڑھ گئے۔ ان میں سے شہر کے رئیس امیر۔ اور باب جاب و مناصب۔ اور اہل علم و فضل بھی تھے۔ متوسط
درجے کے آدمی بھی تھے اور چھوٹے درجے کے بھی۔ سب اکرا اور خوشامد کر کے میرا داغ آسمان پر چڑھاتے تھے۔ میری
شاعری کی تعریف کرتے تھے۔ میرے حسن مذاق کی زاد دیتے تھے۔ میری نوجوانی۔ نیک نامی۔ بیہوشی اور خوات و خیرات
کے مدح سر لکھتے۔ جو ہا تھا یہی کہتا تھا۔ کہ اور آدمیوں میں ایک در و صف ہوتے ہیں۔ میں مجبوراً حسنات ہوں۔
لیکن اس گروہ و مبارزاں کی مدح سرائی کی جڑ میں خود غرضی تھی۔ کوئی ایسا مکان میرے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا تھا۔
قرعین کا خواباں تھا۔ کسی کی لڑکی یا لڑکے کی شادی تھی۔ اور مجھ سے امداد مانگتا تھا۔ جہا راج میں نے رشتہ داروں کو خود
غرض پایا۔ دانت کاٹی روٹی کھاتے ہوئے۔ یاروں کو خود غرض پایا جس کو دیکھا اپنا غرض کا بندہ دیکھا۔ یہ باتیں میں اس
وقت آپ سے کر رہا ہوں۔ مگر ان دنوں میں مہلکے گھوڑے پر سوار تھا۔ اور چھوٹی خوشامد و تعریف کو سچا مانتا تھا۔

جو جلسے پہلے کا ہے بگا ہے ہوتے تھے اب وہ روزمرہ ہونے لگے۔ اور سیٹھ کروری مل کے جلسوں کی شہر میں دھاک
بندھ گئی۔ اچھے سے اچھا کھانا بنایا۔ اچھے سے اچھا ناچ گانا۔ پھر اکرا اور باب کمال کا لطف صحبت۔ سب چیزیں
ذرا لی بھانے والی تھیں۔ رندی پہلے ایک نوکر تھی۔ اب کئی کو تنخواہ دی جاتی تھی۔ اور یہ تو ایک معمولی بات تھی کسی
رقاصہ کی کوئی بات پسند آئی اور بارہ سو سنتوں میں کسی نے ہنر بان ہو کر تعریف کی۔ فوراً ستو پچاس روپے انعام دے دیئے۔
میں نے میدان نوکر رکھے۔ ہر قسم کے استاد فراہم کئے۔ جو تمام "بازیوں" میں طاق تھے۔ نئے فیشن کا ولایتی سامان آرٹس
خریدا۔ گاڑی کچھ انگلستان سے بنا کر منگوائیں۔ مکان کو سجا کر طلسم خانہ بنالیا۔ اس میں شراب کے جلسے ہوتے تھے۔
اور میں اکثر مدہوش ہو جاتا تھا۔

ایک شب کا ذکر ہے۔ مجھے اس حالت مدہوشی میں دیکھا کہ میری بیا ہوتا یوی جو نہایت حسین اور نیک عورت تھی
کہنے لگی۔ تم نے برا رنگ بدل لیا ہے۔ پہلے تو کھٹی کا کام دیکھا اب لا کرتے تھے۔ اب وہ بھی ہمینوں سے چھوڑ دیا ہے۔ شہر
اور گامشتے ادھر لوٹتے ہیں۔ تمہارے بد اطوار دوست ادھر لوٹتے ہیں۔ یہی حال رہا تو لا کھ کا گھر خاک میں مل جائیگا۔
روز کے جلسے اور ان میں ایسا مدہوش ہو کر گھڑانا۔ اچھی باتیں نہیں۔ میرے سر پر شراب کا چقن سوار تھا۔ نصیحت سننے
کی تاب کہاں تھی۔ بے ساختہ بولا۔ چپ کیا بلکتی ہے۔ تیری باتیں میرے دل میں تیری لگتی ہیں۔ یہ کہہ کر میں نے
اس کو مارنا پینا شروع کر دیا۔ وہ غریب در سر ہی روز باب کے گھر کا منور چلی گئی۔ اور وہیں غم میں کھل کر مری۔ میرے
خسر صاحب نے مجھ سے یہ بد لایا کہ پچاس ساٹھ ہزار روپیہ کا جو زیورہ ساٹھ لے گئی تھی سب بھگم کر لیا۔ اور رسید تک
نہ دی۔

بیوی کے مرنے سے مجھے اور بھی آزادی مل گئی۔ اور میں خوب کھل کھیل گیا۔
 آپ سادھو لوگوں کو تعجب آتا ہو گا کہ یہ بندہ ہوس ہماری منبرک منڈی میں اتنی دیر سے کیا بیہودہ
 بچاس کر رہا ہے۔ لیکن ہمارا ج یہ مضمون ختم ہو گیا ہے۔ اور اب میں وہ مضمون شروع کرتا ہوں جس نے میری
 طبیعت میں بیہوشی پیدا کیا جو ترح میں نے اپنے سر باندھ رکھے تھے اُن کے لئے قاروں کا خزانہ بھی کافی نہیں
 ہو سکتا تھا۔ میں تو ہندوستان کا ایک سا ہو کار تھا۔ جس نے آرا اور اس کے بارغ کو کھٹی۔ آرائش اور زیور کپڑے میں میں
 کوئی دوڑھائی لاکھ روپے کے پیر میں آگیا تھا۔ اتنا نقد روپیہ گھر میں نہ نکلا اور کئی بار مجھے بنکوں کو رتے لکھ لکھ کر
 قرض لینا پڑا۔ میری آمدنی اب وہ نہیں رہی تھی جو باپ کے ساتھ تھی۔ وہ خود کو ٹھیکوں کا انتظام کرتے تھے۔ اور میں عیش و
 عشرت میں پڑ گیا تھا۔ سارا کارخانہ گماستوں اور منیبوں کے ہاتھ میں تھا۔ اپنی نگرانی نہ ہونے سے ہمارے کارے کے کاموں
 میں بڑے بڑے منافع کیونکر ہو سکتے ہیں۔

رات کو گھر میں جا کر بہتر راحت پر دراز ہوا تو نیند آگئی۔ کہاں حسن آرا کا وہ عشق و محبت کا اظہار کہاں یہ
 نگاری و د مبارزی کے اسرار۔ ہاتے میں کیسا دامن غریب میں پھنسا جتنی محبت تھی نفرت میں بدل گئی۔ اور میں نے کہا
 ذرا بینک کا معاملہ طے ہو جائے تو میں ان سب بد معاشوں کو جیل میں بھجواؤں گا۔ لیکن بینک کا معاملہ طے ہو تو
 کیونکر ہو۔ لکھنؤ میں میرے بہترے لکھتی دوست ہیں۔ جو دانت کاٹی روٹی کھاتے ہیں۔ سب سے میں نے آڑے وقت
 میں سلوک کیا ہے۔ کیا وہ میری امداد نہ کریں گے۔ دل نے کہا۔ حسن آرا کا حال دیکھا۔ اگر وہ سب بھی ایسے ثابت
 ہوئے تو کیا کرو گے۔ لکھنؤ کی بابتاد فروخت کر دو اور بینک کو روپیہ بھجوا دو۔ لیکن اگر سب بین دار بھی آکھڑے ہوئے تو
 پھر کیا۔ دل نے کہا وہی وہی۔ دیاورہ اور کچھ نہیں۔ انہیں خیالات میں غلطی ہے۔ کوئی تین بجے کے قریب آنکھ لگی۔ تو
 خواب بھی ویسے ہی بھیا ناک نظر آئے۔ میں داروں کا کونسی میں ہجوم ہے۔ کوئی رو رہا ہے۔ کوئی مجھے گوس رہا ہے۔
 صبح اٹھا تو رات کی بے خوابی سے طبیعت پریشان تھی۔ خیر نہاد دھوکہ نواب ناصر علی خاں کے مکان پر پہنچا۔
 نواب صاحب نہایت تپاک سے ملے۔ میری خیریت پوچھ کر کہنے لگے۔ کیا حسن آرا کو بھی ساتھ ہی کلکتہ لے گئے
 تھے۔ میں نے کہا نہیں۔ وہ تو وطن گئی ہے۔ پھر ادھر ادھر کے اذکار چھڑے۔ ان میں حرف مطالب زباں پر لایا۔ نواب
 تین لاکھ روپے کا نام سنکر چوڑکا۔ میں نے کہا۔ بھائی گھبراتے کیوں ہو میری دس لاکھ کی بابتاد لکھنؤ میں کھڑی ہے۔ تھارا
 روپیہ مارا تو نہیں جاتا۔ دو سال ہوئے۔ تم پر آرا وقت پڑا تھا۔ میں نے دو لاکھ روپیہ نکال کر دے دیا تھا یا نہیں۔ آج مجھے
 برا وقت ہے میری مدد کرو۔

دوست مشہور آنکھ در نعمت زند

دوست اک نام کہ گزیر دوست دوست

لاف یاری و برادر خواندگی

در پریشان حالی و در ماندگی

ہمارا ج یہ بے ایمان شخص میرے سامنے خدا کی قسم کھا گیا۔ سر پر ہاتھ رکھ کر بیٹے کی قسم کھا گیا۔ کہ میرے
 پاس روپیہ نہیں ہے وگرنہ مگر لکھوں سے دیدیتا۔ حالانکہ میں بخوبی جانتا تھا کہ صرف لکھنؤ کی کوٹھیلوں اور بنکوں

میں اس کا دس لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع ہے۔ مجھے اسکی بے ایمانی اور احسان فراموشی سے نفرت ہوئی اور اٹھ کر چلا۔ لیکن جوتہ پہن رہا تھا کہ اپنے بیٹے سے میں نے اس کو یہ سرگوشی کرتے سنا ایک دو روزیں لالہ کرڈری مل کا دیوالہ ہے۔

ایک اور دوست جو کچھ بتی تھے اور میرے ہندو بھائی تھے۔ اُن کے پاس گیا۔ اور حال سنا یا۔ انہوں نے صاف جواب دے دیا۔ کہ ہم اپنا روپیہ جو کھوں میں نہیں ڈالنا چاہتے۔ اس طرح جن رئیسوں اور امیروں سے مدد کی امید ہو سکتی تھی اور چوہپنے تئیں میرا راجانی اور دوست لاثانی بتایا کرتے تھے سب کو آزمادیکھا۔ لیکن جہاں گپ جواب صاف پایا۔ مجھے رہ رہ کر اشعار ذیل یاد آئے۔

نہ رکھ ہرگز توقع دوستوں سے دوستداری کی کہ نادانی ہے عیاروں سے یہ امید یاری کی
زمانہ سازے غافل ہے یہ انوہ دمسازاں تجھے امید دماؤں سے ہے الفت شعاری کی
زباں پر اور کچھ ہے دل میں لیکن اور یہی کچھ ہے نہ جابا توں پرانلی کیونکہ یہ باتیں میں غاری کی
موافق دوست میں جیتک زمانہ بھی موافق ہے زمانہ پھر گیا پھر کس نے تجھ سے سازگاری کی
نگس کی طرح سب میں جمع دسترخوان پر تیرے سمجھ اس نکتہ یار ایک کی نادان باری کی
اٹھا جب خوانِ نعمت یہ بھی اڑ جائیں گے دم بھریں بس اتنی انتہا ہے دوستوں کی دوستداری کی

آخر شام کو بچا سے تمام حال کہا۔ اُن کے غور سے اشک حسب معمول اُڑے۔ کہتے لگے۔ میرے ساتھ الہ آباد چلو۔ وہاں کھارے والد کے اور میرے دوست موجود ہیں۔ دیکھو وہاں کچھ بنے ہیں۔ کہا۔ یہاں کے دوست دیکھ لئے۔ یہاں کیا خاک بن رہے جو وہاں بنیگا۔ ابھی وقت ہے۔ صبح بیچر سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ ہماری جائداد میں یا بیع کر لیں۔ نالش نہ کریں۔ دونوں باپ بیٹوں نے پاؤں پڑ پڑ کر اور قسمیں دلا دلا کر مجھے اس ارادے سے باز رکھا۔ ان کی رائے یہ تھی کہ گری اور من کا معاملہ تو عین وقت پر بھی ہو سکتا ہے۔ ابھی سے کیوں جو کھوں میں پڑے چارونا چارہم رات کو الہ آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن دو روز تاک ٹکریں ماریں اور نتیجہ وہی سچ نکلا یعنی سب ہمتنا نام نشانیں کر کاؤں پر ہاتھ رکھ گئے۔

دوسرے روز لکھنؤ کی کوٹھی کا یہ تارہم کو ہلا کہ فوراً چلے آؤ۔ دیوالے کی خبر شہر میں مشہور ہو گئی ہے۔ چنانچہ رات ہی کو ہم روانہ ہو گئے۔ صبح میری کوٹھی میں اردو ہام عام تھا۔ لوگ مغلط گالیاں دے رہے تھے۔ اور میرے خون کے پیاسے کھڑے تھے کہ میں بدعاش نے شراب خوری، زندی بازی اور بد اطواری میں ہمارا روپیہ برباد کر دیا۔ ہنگامے کے خوف سے پولیس اور کلکٹر صاحب بھی آئے۔ نیچرینک بھی تھا۔ دونوں میں کچھ گٹ پٹ ہو کر مکان میں پولیس کا پہرہ ہو گیا۔ اور دروازوں پر مہرین لگا کر بند کر دیا گیا۔ میں چچا کے مکان پر چلا گیا۔ دونوں باپ بیٹوں نے مجھے آنکھ کے تارے کی طرح رکھا۔ یہی کہتے رہتے تھے گھبرانا نہیں تمھارا دو لاکھ روپیہ موجود ہے۔ اور تم تمھارے رشتہ دار نہیں۔ پُرانے نمک خوار ہیں۔ مجھے دنیا کے لوگوں کی خود غرضی اور نفسانیت سے ایسی نفرت ہو گئی تھی کہ ان کا یہ ایشاد ہمدردی عجیب چیز معلوم ہوتی تھی۔

اور بار بار میں یہی کہتا تھا۔ چچا صاحب تم آدمی نہیں دیتا ہو۔ اور میرے لئے تو پریشور ہو۔۔۔
مجھے دیوالیہ قرار دیئے جانے کا مقدمہ کئی مہینے سوتا رہا۔ اثنائے مقدمہ میں میرے جدی مکان اور والدہ کے زیور کا معاملہ بھی پیش ہوا۔ چچا نے مہربانہ نامہ دکھایا۔ اور سینی شہادت دی کہ والد ماجد کی وصیت کے مطابق یہ مہربانہ نامہ لکھا گیا ہے۔ مجھے دونوں چیزوں سے کچھ سروکار نہیں ہے چنانچہ مکان اور زیور دونوں چچا کو مل گئے۔ گھر آکر چچا نے مجھے گلے سے لگایا۔ اور میری بہت کچھ تعریف کی۔ اخیر روز فیصلہ سنایا گیا۔ لوگوں کو دینا تقریباً سوا کروڑ تھا۔ اور کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ایک کروڑ بھی نہ تھی۔ عدالت کے باہر سینکڑوں آدمی جمع تھے۔ اب ایک کہرام برپا تھا۔ فیصلہ سنایا جا چکا۔ تو چچا اور ان کا لڑکا دونوں پہلے اٹھکر اور گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے۔ حالانکہ گورنر ہم سب ساتھ جایا کرتے تھے۔ مجسٹریٹ کو میرے حال پر رحم آیا۔ ایک افسر پولیس کو ساتھ کیا اور وہ مجھے چچا کے گھر پہنچا گیا۔ شہر میں یہ خبر پھیل گئی۔ کہ افسر پولیس مجھے جلیانہ لے گیا۔ چچا اور لڑکا لڑکا ابھی تک دونوں گھر نہیں پہنچے تھے۔ میں ایک کوٹھڑی میں جا بیٹھا۔ اور اپنے حال نار پر آٹھ آٹھ آنسو رویا۔ بار بار خیال آتا تھا۔ کیا تھا کی ہو گیا۔ اب جینا ہیچ ہے۔ زہ کھا لیا کوئیں میں ڈوب مرو۔ آخر چچا کی جھوٹی لڑکی جس سوان ایام میں بہت مانوس ہو گیا تھا آئی۔ اور ہاتھ پکڑ کر مجھے باہر لائی کہ چلو نہاؤ یہاں کوٹھڑی میں کیا کر رہے ہو۔ میں نے کپڑے اتارے اور نہایا نہا کر اس بچے سے باتیں کرنے لگا۔ تو کچھ غم غلط ہوا۔ اور وہ خود کشی کے خیالات دل سے دُور ہوئے۔ اتنے میں چچا صاحب اور ان کے صاحبزادے تشریف لائے۔

مجھے دیکھتے ہی چچا نے اپنے سر پر ایک دوہتر ہارا کہ نالائق تو بنے ہمارے خاندان کے نام میں بتاؤ گا دنیا۔ لاکھ لاکھ خاک میں ہلا دیا۔ جا اپنے زندی بھڑوں میں۔ میرے گھر تیرا کیا کام ہے۔ اپنے باپ کا بیٹا ہے تو پھر مجھے مت نہ دکھائیو۔ چچا یہ صدمہ اتنی سناتے جانتے تھے۔ اور میری آنکھیں مھکتی جاتی تھیں۔ کہ باپ بیٹے دونوں کیسے بد معاش آدمی ہیں۔ وہ بنک کے نام گناہ مچھی انہوں نے ہی لکھی تھی۔ بنک کا روپیہ لکھنؤ کی عبادت سے دینے کو انہوں نے ہی منع کیا تھا۔ الہ آباد بھی مجھے پہنچ کرے گئے تھے۔ اور شہر میں دیوالہ کی خبر انہوں نے ہی اڑائی تھی۔ دوران مقدمہ میں میری جو خاطر و تواضع یہ کرتے تھے۔ وہ صرف مہربانہ پر میری شہادت کی غرض سے تھی۔ کہ اگر یہ باپ کی وصیت سے مر گیا تو ہمیں کچھ نہیں ملے گا۔

ان خیالات سے ایک تیر ہوئی دل پر لگا اور دنیا نظر میں تیرہ وتار ہو گئی۔ کہ الہی یہاں کہیں بھی سچ ہے یا سب جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ میں نے چچا کو سلام کیا اور کہا جا نداد تمہیں مبارک۔ یہ میرے کو نسے کام آئی ہے۔ جو تمہارے آئے گی۔ ہاں پر ماسا کریں۔ تمہارا کیا تمہارے سامنے آئے۔ یہ کہہ کر ننگے سر ننگے پاؤں۔ فقط دھوتی پہنے چل کھڑا ہوا۔ شہر سے باہر ایک سڑک بنی اس پر بولیا۔ بیراگ کی تیراگ دل میں لگی ہوئی تھی اور رہ رہ کر خیال آتا تھا۔ کروڑوں مل خدا نے دولت جیسی نعمت مجھے عطا کی تھی۔ اس سے تو حاجت مندوں کی مدد کر سکتا تھا۔ یا ٹھسلا یا یتیم خانے کھول سکتا تھا۔ دھرم کے کام کر سکتا تھا۔ تو نے اسے اوباشیوں میں اڑا دیا۔ اب فقیروں کے سونے ٹکڑے کھا۔ اور ترقی کا جو دوسرا موقع ملا ہے۔ اُسے ہاتھ سے نہ گنوا۔

میں تمام شب چلتا رہا۔ لیکن نہ دکان محسوس ہوئی۔ نہ نیند نے غلبہ کیا۔ صبح ہوئی تو سڑک کے کنارے ایک مندر دیکھا۔ یہاں سادھوؤں کی ایک منڈلی ٹھہری ہوئی تھی۔ اور لوگ دیشٹ کی گھنٹا ایک ہاتھ میں بائیں رخ رہے تھے میں بھی بیٹھ کر سننے لگا۔ مقام وہی تھا۔ جہاں ہمارا جی رام چندر جی اپنے دیواگ کا حال بیان کرتے ہیں۔ سن سن کر تجھ پر رقت طاری ہوئی۔ ہاتھ سادھو گھنٹا بکتے رہے۔ اور میں روتا رہا بسبب سمجھے کہ یہ لالہ کوئی بڑے پریمی جھگت ہیں۔ گھنٹا ختم ہو چکی تو میں ان ہاتھ کے چروں میں گر پڑا۔ اور رو رو کر ان کو تمام حال سنایا۔ انہیں رحم آیا اور مجھے اپنا چیلہ بن کر دیدانت پڑھایا۔ اس سے میرا دیواگ اور بھی تیز ہوا۔ ہاں جیستدر میں گیان کی راہ میں بڑھتا گیا۔ اسی قدر شانتی آتی گئی۔ میں نے نوع انسان کی نفرت سے دیدانت شروع کیا۔ اور اب میں سب کو برہم روپ کر کے دیکھتا ہوں اور شانت ہوں۔ ہمارا جی یہاں یہ کہنا ضروری نہیں کہ وہ ہاتھ آپ تھے جنہوں نے مجھے سنسار سے پار اتارا ہے۔ اوم شرم۔" لوگ دیشٹ سارا اودو قیمت لے کر لڑے دفتر سالہ اوم اہیری گیٹ دہلی سے چل کر۔

اوم

بے وفائے دنیا

(از منشی سولج نرائن تھر)

اوم

کبھی نہ دھوکے میں اس کے آنا۔ دغا کی تپلی ہے بے وفائے
مگر جنوں ہے فسوں الفت جہاں کہ عشق بے وفا ہے
نہ یہ بہاری نہ یہ بہاری نہ یہ کسی کی بھی آشنا ہے
نہ بادشاہوں کی اس کے پرواہ نہ یہ گدا پر فریفتہ ہے
حکیم و جاہل ہیں اس کے یکساں نہ جہں کا غم نہ علم کا ہے
ہر ایک پامال اس کا دیکھا نہ بین بچا ہوں نہ تو بچا ہے
نہ عورتوں سے اسے تعلق نہ اس کو مردوں سے واسطہ ہے
نہ بے خبر اس سے بچتے دیکھے نہ کوئی ہوشیار ہی بچا ہے
مگر کوئی کب نکلنے پایا۔ بخت کا جال اس کے سمجھا ہے
غرض خدا کی ہے محو حیرت۔ عجیب اور طرہ ماجرا ہے
یہاں جو آیا اسے ہے جانا۔ رہ گیا کوئی نیاں ہا ہے
نہ دیکھا ایسا دلیک کوئی اجل کے پھندے سے جو بچا ہے

کبھی نہ دنیا سے دل لگانا نہیں ہو دنیا بڑی بلا ہے
تم اس پر جو جان دل سے مفتوں سمجھ کے لیتی بنے ہو جنوں
کبھی یہ اس کی کبھی یہ اس کی۔ جو غور کیے تو کب ہے کس کی
نہ کچھ امیروں سے اس کو الفت نہ کچھ غریبوں پر پیغمبر رحمت
کبھی عیبوں کی یہ نہ سائل۔ نہ عیالوں پر کبھی یہ مائل
نہ جاہ و منصب پر ہے نظر کچھ نہ شہرت نام کی خبر کچھ
نہ یاد دنیا ہوئی جواں کی۔ نہ طفل اور تیرنا تو ان کی
نہ تندرستوں سے اس کی باری۔ نہ کچھ مریضوں کی ننگساری
ہزاروں آتے ہیں اور جاتے ہزاروں چکر پڑے ہیں کھاتے
نہ بادشاہوں کو ہے رہائی نہ مخلصی بے کسو نے پاٹی
نہ یاں کسی کا قیام دیکھا۔ نہ یاں کسی کا دوام دیکھا
امیر دیکھے غریب دیکھے جہاں کے سورہ میر دیکھے

جہاں میں تنہا ہر ایک آیا یہاں سے تنہا ہر ایک گیا ہے
یہاں سکندر رہا نہ دارا تنہا را دعویٰ تو چیز کیا ہے
میلنگی دو گز زمین آخر بس اتنا جتہ ہر ایک کا ہے
چلو گئے جس روز غالی ہاتھوں نہ کوئی جانیکا پاس کیا ہے
سوئے اعمال ساتھ یاں سے کسی کے کچھ بھی نہیں گیا ہے
رہیگانام غلامی باقی یہاں ہر اک چیز کو فنا ہے
یہ تالاب گور ساتھ میں سب نہ گئے کوئی بھی گیا ہے
کہ باپ کا ٹھہرا کوٹح جس دن تو وہ بھی تھسا سکے ہوئے
نہ ذیلی امداد کچھ بھی دنیا تمہیں بڑا پس کا سرا ہے
تمہیں ہے کچھ فکر بھی عزیز کو ایک دانم ہوا اور قضا ہے
سگر تھارا خیال دنیا کو پہلے تھا نہ اب ہوا ہے
نہ ہو گا دنیا کو سچ کچھ بھی کہ چھوڑ کر کون یہ خیلا ہے
نہیں ہے دنیا کو غلہ مطلق کہ کون آیا ہے یا گیا ہے
تمہاری جانب سے وفا ہے اور اسکی جانب سے دغا ہے
دغا ہویوں دوسری طرف سے دغا کا دیکھو تو کیا ہے
ابھی ہے کچھ اور دم میں کچھ ہے یہاں کا عالم طلسم کا ہے
کہیں کسی کی ہوتی نہ ہوتی یہی تیزا مہرا رہا ہے

وفا کسی سے نہ کرے جب تو تم بھی رکھو نہ اس سے مطلب

نہ دام میں جہر اس کے آنا نہیں ہے دنیا بُری بلا ہے

کہا اگر جمع لاؤ لشکر چلو گئے اس کو نہ ساتھ لیکر
ہوئی جو مہل بھی کم کو قدرت تو سب کچھ بھی نہیں بزدلت
مکان اپنے اگر بنائے کھڑے رہینگے وہ سر اٹھائے
کئے فراہم اگر خزانے نہیں رہینگے وہ سب دینگے
کیا اگر جمع ساز و سامان رہو گئے تم اور بھی پریشاں
عجبت ہے نام اور عبرت شہرت بقا انہیں نہیں ہر صورت
نہ تم قنارب پر ناز کرنا نہ کچھ مجبوں کا دم ہی بھسنا
بکھر و سا اولاد کا ہے بے جا پیر کا دیکھا نہیں کلیجہ
جب آیا چلنے کا وقت یاں سے ہوئی جدائیے جسم جاں سے
نہ کام آئے گا مال و دولت نہ کام آئے گا مال و شہرت
تمہیں ہے دنیا کا فکر ہر دم نہیں بڑ دنیا کا رنج پیہم
تم اٹھ گئے جب جہاں سے بارو تو لے میرے پیار دوست دار
ہزاروں آئے ہیں اور گئے ہیں ہزاروں اٹھ جا رہے ہیں
تم آہ دنیا کے یوں ہڈائی اور اسکی جانب سے یوں رکھائی
کہیں بھی دیکھی یہ رسم الفت کہ ایک جانب تو ہو محبت
جہاں گدلاں ہے جلے عزت بھی نہیں سلی ایک حالت
ہم اور تم میں فدا ہے دنیا مگر ہے سبکو عملائے دنیا

نسط ۴

وچن امت

شری سوامی برہیاں جی مہاراج

زندہ کر نوالا چنچل کر تنگھن (احسان فراموش) اور زیادہ غصہ کرنے والا یہ چارہ کار کے لوگ کرم سے بڑا دل بولتے ہیں
سرپ اندرجن میں ادھاک کر دے درجن ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ سرپ کو دوش کرنے کیلئے منتر تھا اور شدھیال
ہیں۔ پرتو دشت کو دوش کرنے کے لئے کوئی منتر یا اور شدھی کار کر نہیں ہوتی۔
پچ پرشوں کا آپکار اُنکے کو دھ کیلئے ہوتا ہے۔ بھاشتی کیلئے نہیں جیسے سانپوں کو دودھ پلانا نہ ہر کی دھ کیلئے ہوتا ہے۔

اور بچا پد پانے سے کوئی اونچا نہیں ہو جاتا۔ گفتو اونچا گوئوں سے ہی ہوتا ہے جیسے اناری پر بیٹھا ہوا کوا کیا پکشیوں کا راجہ ہو سکتا ہے۔ ارتھتات نہیں۔“

(نوٹ) خاندانی راجاؤں کا راج پھین کر کٹل سیاست دان حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے تو لیتے ہیں لیکن ان کے کٹل کرم اور سوجھاو (خاندانی اوصاف) راجاؤں جیسے ہونے نامکن ہیں۔ راجہ لوگ دھرماتا اور دانی تھے۔ انہوں نے بڑے بڑے مندر بنوائے۔ پانچ شالائیں کھولیں۔ دھرم کا پرچار کیا۔ غریبوں کی آواز کو سنا۔ دشمنوں کا سنگھار کیا۔ گنوہنتیا بند کرائی۔ آجنگ ریاست کشمیر میں گنوہنتیا نہیں ہو سکتی۔ ہمارا راجہ رتا پ سنگھ کے عہد حکومت میں ایکادشی۔ پورنماشی۔ سنکرانتی۔ رام نامی۔ جنم ششمی وغیرہ وغیرہ شہجہ تھیں پر ساری ریاست میں کوئی جیوہنتیا نہیں ہو سکتی تھی یعنی بکرے کا ناس ناک فروخت نہ ہو سکتا تھا۔ اور مسلمان قصاؤں ناک کی دکانیں بند رہتی تھیں لیکن ناسنک راج کے آجانے سے اس پوتر بھارت بھومی پر کروروں گنوؤں کا سنگھار ہو چکا ہے۔ سارے دیش میں مہان پاپ ہو رہے ہیں۔ اخلاق کا دیوانہ نکل چکا ہے۔ لیکن نااہل اور ادھرمی لوگ اس غلط اندر نری دوش سنسٹم کے کارن گدیوں پر قابض ہیں۔ اور دیش تناسی کی طرف ہی گامزن ہے۔ جنتا کو چاہئے کہ اس غلط دوش سنسٹم کو ختم کرنے کا تین کریں۔ اور ایسے مہان آتماؤں کو دیش کی باگ ڈور سونپ دیں۔ جو کہ تیاگ اور ویراگ کا مجسمہ ہوں جیسے کہ گورو گو بند سنگھ تھے۔ ہمارا راجہ رنجیت سنگھ تھے۔ ہمارا راجہ بکرما رنجیت۔ راجہ بھرتی بری اور شیواجی مرہٹہ تھے پہلے تو ایک راجہ ہوتا تھا۔ جو کہ اپنی ذمہ داری سمجھتا تھا۔ اور لوگ لاج کا بھی خیال کرتا تھا۔ لیکن اب سینکڑوں ہی غیر ذمہ دار راجے بن بیٹھے ہیں۔ اس لئے دیش اڑھوٹی کو جا رہا ہے بھگوان ہی اس دیش کو بچائے۔ ورنہ انتشار پسند طاقتیں ڈرپوک اور ناہل لوگوں سے حکومت کی باگ ڈور زبردستی چھیننے کے لئے آمادہ ہیں۔ جب ظالم اور ناسنک لوگوں کے ہاتھ میں حکومت چلی جاتی ہے۔ جیسے پہلے زمانہ میں ہندو دھرم کا ناس ہونے پر بدھ مت پھیلا۔ اور بدھ مت کے بعد وام مار (عیش و عشرت کا زمانہ) آیا۔ اسکے بعد انسان ہی انسان کو کھانے دکا۔ اور غلاموں کی تجارت ہونے لگی۔ بھرتوں کو فروخت کیا جانے لگا۔ ظلم و ستم کا بازار گرم ہوا۔ غریب کی کہیں زاد فریاد سننے والا کوئی نہ رہا۔ تو زندگی مال جان بن جاتی۔ اور انسانیت ختم ہو جاتی ہو اسی طرح اگر لوگوں نے دھرم کرم چھوڑ کر اور ایشور کو بھول کر پاپ کرم شروع کر دیئے تو قدرت کی طرف سے ایسے ہی حالات پیدا ہو جائیں گے۔ اس لئے جہاننا لوگوں کو اور شاستر و تیار ہارماک پیرشوں کو دھرم پر خود در پٹھ ہو کر دھرم کا پرچار کرنا چاہئے اور مہاتا لوگوں کے ہاتھ میں ہی حکومت کی باگ ڈور سونپنی چاہئے۔ تاکہ پاپ نہ بڑھے۔“

نیتی شاستر میں لکھا ہے کہ اچھے کل میں پیدا ہوئے دُشٹ پرش پر بھی کبھی دُشواس نہ کرو۔ کیونکہ چندن سے پرگٹ ہوئی اگر بھی غلاتی ہے۔ شاستروں نے نئی پرکار کی ذوا میاں بتائی ہیں۔ لیکن دُشٹ لوگوں کی دُشٹا زور کرنے کے لئے کوئی اُپائے کار گر نہیں ہوتا۔ اس لئے دُشٹ لوگوں کا ناس کرنے کے لئے بھگوان کو سونپناگ اور دھار کرنا پڑتا ہے۔ اور پرتھوی کا بھار اُتارنا پڑتا ہے۔

(نوٹ) رسالہ ہمراہ انگریزی ماہ کی 29 تا 30 تاریخ کو نہایت باقاعدگی کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے اگر کسی صاحب کو پرچہ نہ ملے تو وہ پانچ تاریخ سے دس تاریخ کے اندر دوبارہ پرچہ طلب کر سکتا ہے۔ اسکے بعد میں نہ ہوگی۔ پرچہ تبدیلی کی اطلاع فوراً دیا کریں۔ تاکہ پرچہ تم کو نہ ہو۔ شہر۔“

پیتاوتی

(از قلم شری سنگھ برہادر شاہ برہادر شاہ ستھو۔ مہوئی ضلع سینٹاپور)

- ۱۔ بتو! نکھیں کھول مسافر! بتو! نکھیں کھول۔
ا۔ بڑے بڑے سب گئے۔ جگت سے تیرا ڈانواں ڈول۔ پھر بھی جھکودھیان نہیں ہے۔
کال بجاوے ڈھول۔ بتو! نکھیں کھول
- ۲۔ پاپوں کی دھڑکھڑی سرسیر بات کرے انمول۔ دو دن کا یہ جیون پرانی
اس میں لیش مرت کھول۔ بتو! نکھیں کھول مسافر۔
- ۳۔ سونا چاندی مانک موتی۔ سب مانی کامول۔ انت سمے کچھ ساکھنہ جاوے
دیکھا خوب ٹٹول۔ بتو! نکھیں کھول مسافر۔
- ۴۔ دھن تریا سنتت کے ساکھ میں کرے آج کل۔ چھوٹے گا سب۔
تجھ سے ایک دن۔ تبھی کھلے گی پول۔ بتو! نکھیں کھول مسافر۔
- ۵۔ بہت گئی بھٹوڑی سی باقی۔ کرمت ٹال ٹٹول۔ ستگور!
جگ کا سار سمجھ تو رام نام انمول۔ بتو! نکھیں کھول مسافر۔۔۔۔۔

شریمان تپسوی جی مہاراج

(لاہور چند کوٹلی)

اس سے پہلی تپسوں میں بتایا جاچکا ہے کہ شریمان تپسوی جی مہاراج ریاست پٹیالہ کے راجا کے
مغل بادشاہ بہادر شاہ کو دہلی میں بلنے کے بعد وہ بجائے پٹیالہ میں جانے کے ہر دوار کو روانہ ہوئے۔ انکے دل پر
بادشاہ کے ان الفاظ نے کہ شاہی حکومت کے مقابلہ میں خدا کی عبادت کہیں زیادہ بہتر و افضل ہے۔ بہت
اثر کیا۔ ہر دوار کے نزدیک ابو دھیا کے گرو کی گریہ سے وہ روحانیت کے مارگ میں سبھل ہوئے مختلف جگہوں
پر تپسیا کرنے کے بعد گنگوٹری سے بدری نارائن کی یا ترائو گئے۔ وہاں سے نیپال کو جاتے ہوئے رستہ میں مہاتما
دویدی جن کی عمر پانچ ہزار سال سے زیادہ تھی، کے پاس کچھ دن ٹھہرے۔ ان کا چیلہ کرباں سنگھ بھی
انکے ساتھ تھا۔ اب آگے پڑھئے۔

ہاں تاہی اندھا دھوکہ کرایا سنگھ ۵۰۰ سال سے زیادہ عمر کے ہاتھ دویدی جی کے بتائے ہوئے راستہ پر نیپال کو روانہ ہوئے وہ مکھنڈ میں شوراتری کے متبرک دن تک پہنچ جانا چاہتے تھے کیونکہ اس دن لپوتی ناٹھ جی ہراج کے مندر کے دروازے کھلتے تھے سفر نہایت ہی دشوار گزار تھا۔ شری وشنو ناں جی (تپسوی جی کا نام جو کہ اجودھیا کے گورو نے رکھا تھا) اب بہت بڑھے ہو چکے تھے۔ انکی بینائی بھی کمزور تھی۔ انکے چیلے سا دھوکہ کرایا سنگھ راستہ میں پھل اور کندھوں سے انکی سیوا کرتے رہے۔ اس طرح وہ سفر کرتے کرتے شوراتری کے دن صبح مکھنڈ پہنچ گئے۔ ہزاروں سا دھو انکی طرح ایک گاؤں جس کا نام نیپھلی ہے۔ وہاں جمع تھے مقررہ وقت پر پراچین شو مندر کے دروازے کھلنے پر عام پاتری شو رنگ کے درشتوں کیلئے اندر گئے۔ شو جی ہراج کے ہزاروں نام ہیں اور ان میں سے پشوتی بھی ایک ان کا ہی نام ہے۔ اس نام سے ہی شو جی ہراج کی وہاں ابتک پوجا ہوتی ہے۔ شری وشنو اس جی سا دھوکہ کرایا سنگھ کے ساتھ مندر میں داخل ہوئے۔ اور جھگوان کو نمسکار کیا۔ تپسوی جی نے بتایا تھا کہ بہت عرصہ گزرا تھا جو جھگوان نے ایٹار اسی جگہ پر اپنے آپ کو انسانی جوئے میں بدل لیا تھا۔ اور بعد میں وہ ایک پتھر کے لنگ بن گئے جسکی اسی سسے سے پوجا ہو رہی ہے۔ اپنی خواہش پوری کرنے کے بعد وہ ایک گاؤں میں جس کا نام میرم گاؤں ہے کچھ دنوں کے لئے رُکے تاکہ نہایت ہی مشکل اور لمبے سفر کی تھکاوٹ کو دور کر سکیں۔ چند ہفتے آرام کرنے کے بعد انہوں نے اُسام میں پرشورام گنڈ کی یاترا کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب انہوں نے اس کا ذکر سا دھوکہ کرایا سنگھ سے کیا تو وہ بہت مایوس ہوا۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ اب ہاتھ جی اسی گنڈ تری کو روانہ ہوں۔ جب اُس نے اُنکو وہاں نہ جانے کی صلاح دیتے ہوئے کہا کہ ہاتھ جی آپ اب ہتھ بڑھے ہو چکے ہیں کہ بغیر ساتھی کے سفر نہیں کر سکتے میں اب گنڈ تری واپس جانا چاہتا ہوں تو آپ پرشورام گنڈ کی یاترا کو کیوں جانا چاہتے ہیں شری وشنو اس جی نے جواب دیا کہ یہ ایشور ہراج کی مرضی ہے کہ میں پرشورام گنڈ پر جا کر تپیا کروں۔ پرشورام جی ہراج نے پراچین کال میں ہاں تب کیا تھا اور میں بھی وہاں جانا چاہتا ہوں لیکن آپ اپنی ذلی خواہش کے مطابق واپس جا سکتے ہیں۔ میں اکیلا ہی سفر کرونگا۔ اب میں آپکو واپس جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے کرایا سنگھ کو لگے دکایا۔ اور میرم گاؤں سے روانہ ہونے کی اجازت دی۔ کرایا سنگھ نے ہاتھ جی کو پرنام کیا۔ اور اپنے واپسی کے سفر کو روانہ ہو گیا۔ اب ہاتھ جی جھونپڑی میں اکیلے ہی رہ گئے تھے۔ بیشک اب انکی سیوا کرنے کو وہاں کوئی نہیں تھا۔ لیکن اس کا ہاتھ جی پرہیز کوئی اثر نہ ہوا۔ عرصہ دراز تک تنہا رہنے سے ان کو اُستم گیان ہو چکا تھا۔ جسکی وجہ سے ان پر دوسروں کی مدد کی کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔

ہراج جی کا نیپال سے اُسام میں پرشورام گنڈ تک کا سفر خاص طور پر قابل ذکر ہے کیونکہ وہیں اُنکا ایک ہاتھ کے ہاتھوں جھکوہ جانتے نہیں تھے پہلی بار کایا کلپ ہو اٹھا اور وہ ایک لوجوان بن گئے تھے۔ وہاں ہی انہوں نے بڑھے سنش کو لوجوان بنانے کے راز لکھے تھے۔ یہ باتیں مفصل طور پر بتانے سے پہلے چند ایک غیر معمولی واقعات جو کہ انہیں اس راستے میں پیش آئے بیان کیے جاتے ہیں۔ نیپال سے چل کر وہ ڈھاکہ پہنچے اور ڈھاکہ سے منی پر جاتے کیے انہیں نہایت ہی گھنے اور دشوار گزار جنگل سے گزرنا پڑا۔ راستے میں صاف سے انہیں ایک شیر کی گرج سنائی دی۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک لمبی ڈالھی والے سا دھو ایک بہت بڑے شیر پر سوار انکی طرف آ رہے ہیں اور انکے پاس پھیکر شیر کو روک دیا اور ہاتھ جی کی طرف دیکھنے لگے شیر اپنی آواز سے گرجنے لگا ہاتھ جی

بغیر کسی کے ڈر خوف کے چُپ چاپ کھڑے دیکھ رہے تھے جب سادھو نے دیکھا کہ ہاتھ تاجی کو نہ اُسکا اور نہ ہی شیر کا کوئی
ڈر محسوس ہوا ہے تو اُس نے شیر کو ایڑی لگا دی اور اُسے تیز دوڑنے لگایا۔

”ہاتھ تاجی نے مٹی پور پہنچ کر کچھ دن آرام کیا اور پھر پرشورام گند کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں انہیں ناگا پہاڑوں سے گزرتا
پڑا۔ وہاں سے گزرتے ہوئے کچھ ناگاؤں نے انہیں گھیر لیا۔ اُسوقت اُنکی کمر بڑھاپے کے کارن جھک چکی تھی ناگا لوگ انہیں بغیر کسی
ہتھیار کے دیکھ کر بہت ہی حیران ہوئے۔ تمام ناگے بالکل ننگے تھے۔ ان میں عورتیں اور نوجوان لڑکیاں بھی تھیں۔ ہاتھ تاجی نے وہاں
سے اُگے جانے کی کوشش کی لیکن ناگاؤں نے انہیں اُگے نہ جانے دیا تب ہاتھ تاجی نے محسوس کیا کہ وہ اُنکے قیدی بن چکے ہیں پھر وہ
چُپ چاپ بیٹھ گئے اور سادھی نکالی کچھ سمے کے بعد اُن لوگوں نے ہاتھ تاجی کے اُگے کھانا رکھا جب ہاتھ تاجی نے اُنکے محسوس
تو دیکھا کہ ایک بزن میں مچا ہوا اور دوسرے میں میٹ (گشت) ہے انہوں نے تھوٹے سے چاول کھا کر اپنے کندیل سے پانی پی
لیا لیکن میٹ والے بزن کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ ہر وقت ناگا لوگ اُنکے ارد گرد کھڑے رہے اور اُنکی طرف دیکھتے رہے اُنکی باتیں ہاتھ
تاجی بالکل نہ سمجھ سکے۔ ہاتھ تاجی نے اِشاد سے اُنکو بتایا کہ وہ اُگے جانا چاہتے ہیں لیکن ناگاؤں نے انہیں قیدی بنا رکھا
تھا۔ اُنکے اِشاد سے کو سمجھتے ہوئے وہاں سے جانے کی اجازت نہ دی اُسی طرح دس دن گزر جانے کے بعد اُن لوگوں نے محسوس
کیا کہ اُن کا قیدی کوئی معمولی انسان نہیں ہے اور وہ مارنے یا کھانے کے قابل بھی نہیں ہے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہاتھ تاجی
کو مار کر دیا جائے۔ تمام ناگا لوگ اُن کو ہاتھوں سے اِشاد کرتے ہوئے اُن کے ارد گرد چلے اور انکی آوازوں سے چیخنے لگے۔

”ہاتھ تاجی نے جنگی کو غور کیا اور چلتے چلتے ایک بہت بڑا پہاڑ سامنے آیا جیسو کہ وہاں پہاڑیں کر سکتے تھے اُس تہ اندھا دیکھا گیا تھا انہیں
پہاڑ کی وادی میں ایک مندر نظر آیا۔ انہوں نے کچھ دن وہاں ٹھہر کر اپنی تھکاوٹ کو دور کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہاں پہاڑوں کا نظارہ
نباتت ہی شاندار تھا۔ وہ مندر میں پہنچے اور مندر کے برآمدے میں لیٹ کر گہری نیند سو گئے۔ اگلے دن صبح انہوں نے مندر کے تالاب
انسان کیا اور کاما کشادیدی کے درشن کرنے مندر میں گئے مندر کے پجاری نے اُنہیں سامنے کا کشادیدی کی پوجا کی اُس نے ہی اُنکو بتایا
کہ دیوی کا نام کاما کشادیدی ہے جب وہ درشن کرنے کے بعد مندر سے باہر گئے تو نہایت ہی عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ وہ پہاڑی پر
چڑھ رہے تھے اُسوقت ارد گرد کہیں بھی نقش کا نام و نشان نہ تھا لیکن اچانک ایک خوبصورت نوجوان لڑکی دکھائی دی۔ اُنکے ساتھ
پہاڑی پر چڑھ رہی تھی اور وہ اُسی جگہ جہاں سے ہاتھ تاجی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے پہنچ گئی۔ ہاتھ تاجی نے سوچا کہ وہ دیوی کی پوجا کرنے
مند میں جا رہی ہے۔ اس لئے وہ ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ تاکہ وہ اُگے جاسکے لیکن وہ وہاں رُک گئی اور کہنے لگی کہ ہاتھ تاجی آپ
کے پاس ایک سونے کی انگوٹھی ہے جو کہ آپکی انگوٹھی کے اندر باندھی ہوئی ہے۔ یہ مجھے نظر آ رہی ہے چونکہ آپ ایک پوجی پُرس ہیں۔
اس لئے اُنکو یہ اپنے پاس نہیں رکھنا چاہیے۔ کر یا یہ مجھے دیدیں۔ ہاتھ تاجی یہ سن کر حیران رہ گئے جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ سہارنپور کے
قریب جب ہاتھ تاجی نے اپنا تمام سامان کپڑے جڑیں سونے کی انگوٹھیاں اور گھڑا وغیرہ چھوڑا تھا تو انہوں نے ایک انگوٹھی اپنی
انگوٹھی کی تہوں میں باندھ لی تھی تاکہ کسی وقت وہ بھوک وغیرہ سے بچے کیلئے کام اُسکے اب تقریباً تیس برس گزر جانے کے بعد
انگوٹھا بالکل جھول چکی تھی ابھی تک وہ وہی پُرجنی لڑکی استعمال کر رہے تھے انہوں نے اُس لڑکی کو کہا کہ تانا انگوٹھی میری انگوٹھی کی تہوں میں
چھپی ہوئی ہے اور میں اسکو بالکل جھول چکا تھا میں یہ آپکے حوالہ کر دوں گا۔ یہ سنکر اس نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہاتھ تاجی مجھے اپنی انگوٹھی کی ہرگز

ضرورت نہیں ہے۔ آپ یہ مندر کے چاری کو دے دیں یہ کہلواہ نظروں سے غائب ہو گئی۔ اس کے بعد ہاتھ تاجی نے محسوس کیا۔ کہ کاش دیوی نے اُن کو درشن دیئے ہیں۔ انہوں نے لنگوٹی کی تہوں سے اٹھ بھٹی کو نکالا اور جا کر مندر کے چاری کو دیدی سے یہ بھی بتایا کہ اُن کو ایسا کاش دیوی نے ہی کرنے کو کہا ہے۔ چاری یہ منکر بہت حیران ہوا۔ (باقی پھر)۔
- لالہ چند کوٹھی - ہلاک کے کوڑے سیوانگر دیوے کا کوئی نئی دہلی

اوم پرانی بند لالہ ایم	اوم پرانی بند لالہ ایم	اوم پرانی بند لالہ ایم	اوم پرانی بند لالہ ایم
اوم پرانی بند لالہ ایم	اوم پرانی بند لالہ ایم	اوم پرانی بند لالہ ایم	اوم پرانی بند لالہ ایم

شیخ بھگوان بھون
وارشک اکتسو مورہ ۱۱/۱۱/۱۹۷۱ء
ویا کھیان
شرمان پرم پور پینڈت ہری پرشاد جی۔ پٹمان کوٹ نواسی

نوٹ: آپ کیوں دزدان ہی نہیں بلکہ آپ کا ویدانت الوبھو اتم اور نرل ہے۔ آپ کے متعلق گورو بانی کے یہ شبد صادق آتے ہیں۔

سو پندت جو من پر بھو دھے - لام نام اتم میں سودھے
لام نام سار دس پیوے - تس پندت کے آپدیش جگ جیوے
اچکی بانی میں مدھرتا اور سو بھاد میں شانتی ہے جس سے سپرک میں آنے والے خود بخود پر بھابت ہو جاتے ہیں۔
وچار ملاحظہ فرمائیے۔

گیان یگی سب سے بڑا یگی ہے۔ گیانیوں کی سمرتی میں گیان یگی ہی شو بھاد بیتا ہے۔ بمطابق شرمید بھگوت گیتہ۔
جو کھا ادھیائے شلوک نمبر ۳ گیان کی مہاں ایسے وزن کی گئی ہے۔

न हि क्षानेन सदृशं पवित्रमिह विद्यते ।

तत्सुखं योग संसिद्धः कातेनात्मनि विंदति ॥ ३४

نہیں شے مہاں میں کوئی گیان سی
اگر چھتلی یوگ میں پائے گا
کرے پاک فطرت جو انسان کی
تو خود گیان بھی اس کو ہو جائیگا

جب ایسے مرت دیتا مہاں پرشوں کے جیون کی گیان پون گھنٹا میں ہمارے سامنے وزن کی جاتی ہیں اور اُنکے
اتم دھاروں کو سننے ہیں تو ہماری سوئی ہوئی شکلتیاں جاگرت ہو جاتی ہیں۔ جھٹے ہوئے سرپ کی سمرتی ہو جاتی ہے۔
من اٹھک ملی ہا کر بلوان ہو جاتا ہے۔ ہنیتا۔ ملیفتا اور دینیتا کے وچار ختم ہو جاتے ہیں۔ جیسے ناڈ را جستان میں
کا تھا۔ آتی ہے۔ ایک پردہ میں ایک بہادر راجپوت دشمن کا مقابلہ کر رہا تھا۔ ایک دفعہ اس کی تلوار کا وارچوک گیا۔
اور دشمن کو لگنے کی بجائے تلوار ایک پکی دیوار میں دھنس گئی۔ وہ تلوار کئی برسوں تک اُسی دیوار میں دھنسی رہی کوئی ناسے

نکال نہ سکا۔ مسلمانوں کا راج آگیا۔ ایک مسلمان بادشاہ نے ایک دفعہ عقارت آمیز شبیوں میں کہا اب کوئی ایسا بہادر راجپوت نظر نہیں آتا جو اس تلوار کو دیوار میں سے نکال سکے۔ ایک راجپوت سلسلے نے کیا کہنے لگا۔ میں نکال سکتا ہوں بشرطیکہ ہمارے دشمن کا بھاٹ میرے بزرگوں کے کارنامے کا کوشش نہ کرے۔ اس کو نکالنے کے قابل بن سکوں گا۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ جونہی اس نے بزرگوں کی بہادری کی داستانیں بھاٹ سے ستیں خون جوش مارنے لگا جب جوش کچا نہ تھا تو اس نے تلوار کھینچ کر باہر نکال دی یہی کیفیت ادھکاری جلیا سووی کی ہوتی ہے۔ جونہی انہیں تھمت دیتا ہوں پرشوں کے اچھوتے و چار منٹے جاتے ہیں۔ اُن کے ہر ذریعہ میں نئی شگفتگی کا سنپاڑ ہوتا ہے۔ اُن کا شک بل جوش مارنے لگتا ہے اور من کی دیواروں میں مدت سے دھنسنے ہوئے دیہہ الجھیاں کے کانٹوں کو نکال کر باہر پھینک دیتے ہیں۔ اور جن کے پرانی بھگوان کرشن جی کا گیت کا گیتان اُپدیش مذکورہ و چاروں کی تصدیق کرتا ہے۔ بھگوان نے اپنے امرت مئی۔ اُپدیش سے مہ کی دلدل میں پھنسنے ہوئے ارجن کو باہر نکالا۔ اُسے اتم گیان کا امرت پلا کر دُربلتا کے دیواروں کو جو کہ دیا اور دہرم کا روپ دھارن کر کے ارجن کے ہر ذریعہ پر پھینکے ہوئے تھے۔ اُٹنی بیج کئی کی۔ بھگوان سمجھتے تھے کہ ارجن یدھ بھیڑ نہیں دہرم بھڑوئے یعنی یدھ سے نہیں گھبراتا۔ بلکہ دہرم کرنے سے گھبراتا ہے۔ اس لئے بھگوان نے اُسے خبردار کیا۔

بطانتی شرمید بھگوت گیتا دوسرا اڑھیا نئے شلوک نمبر ۳

क्लैव्यं मास्म गमः पार्थ नैतत्स्वयुपपद्यते ।

क्षुद्रं हृदयदौर्बल्यं त्यक्तवोत्तिष्ठ परंतप ॥ ३ ॥

تو ارجن نہ بن حیر نامرد و زار نہیں تیرے شایانِ شان جی کی ہار
یہ کم ہمتی چھوڑ کر جی کڑا عدو سوز ارجن کھڑا ہو کھڑا
اے ارجن من کی کمزوری کو تیاگ اٹھ اور اُگے بڑھ۔
اگلے شلوک میں فرمایا ہے۔ دوسرا اڑھیا نئے شلوک نمبر ۱۱

प्रशोन्थानन्व शोचस्त्वं प्रज्ञावादांश्च भाषसे ।

गतासून गता सूत्रानानुशोचति पण्डिताः ॥ १२ ॥

تو باتوں کے عاقل نہ ہو دل ملول نہ کر اُن کا غم جن کا غم ہے فضول
ستائیں نہ دانا کو رنج و الم مرے کا نہ سوگ اور نہ جینے کا غم

اس کے بعد اُستما کے سر روپ کا بھلی پرکار دیو جن کی گئی۔ جب بھگوان نے دیکھ لیا کہ ارجن کو اپنے سر روپ کی پہچان ہو گئی ہے۔ اسے بھولا ہوا گیان یاد آ گیا ہے۔ مانساک دُربلتا اور مو جلی ہے۔ تب اُسے کرم لوگ کا اُپدیش کیا گیا۔ خود شناسی کے بعد کئے گئے کرم بندھن کا کارن نہیں بنتے۔ جلیا سو ان میں لیا سناں نہیں ہوتا۔ ارجن اتم جلیا سوتا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو بھگوان کے چروں میں شبثیہ کے روپ میں سر پٹ کیا اور بھگوان نے گورو بھکتی کے دیواروں کا اس کے ہر ذریعہ میں سنپاڑ کیا۔ ارجن جوں جوں شرمید بھاد میں پریا پ ہوتا گیا تو اُن اُپدیش کا اثر بڑھ گیا۔ حقیقت میں سر پٹ یعنی

سپر زندگی میں بڑی شکتی ہے۔ چنتا اس منزل میں جگیا سو اگے بڑھتا ہے۔ اتنا ہی اس کا ملن ابنکار دور ہوتا ہے۔ اُسے جڑی خودی سے رہائی ملتی ہے۔ دیوبہ اچیمان کے پردے پھٹنے لگتے ہیں۔ اور اتم روپی بھانو کا پرکاش اگیان ادھکار کو دور کر دیتا ہے۔ گورو دیو جیسا حقیقی ہی خواہ اور کون ہو سکتا ہے۔ بقول دیوار مالا۔

مات تات بھراتا سو ہر د اشد دیو نچ پران
انا لکھ مو گورو سب سے ادھاک دان گیان وگیان

ماتا پتا اور بھائی سے ادھاک درجہ سو ہر د یعنی بہتر کا مانا گیا ہے۔ اور متر سے بڑھ کر اشد دیو اور نچ برانوں کی جہانتا ہے۔ لیکن گورو دیو کی سب پر فضیلت ہے۔ جب ارجن کی شردھا اپنی جرم سیمپا پہنچ گئی تو بھگوان نے اُسے بھگت اور بہتر کے شبدوں سے پکارا۔ ان شبدوں میں بڑا بھاری رسمیدہ بھرا ہوا ہے۔

بھگت وہ ہے جو سیوا کرنے والا ہو۔ جو ایک تو میں استھت ہو کر بھجن کرے۔ اور متر وہ ہے جو سیار کا وزن سمجھے برہمن کی حقیقت کو سمجھنے والا۔ بہتر ہوتا ہے۔ ایک جگہ شاستر میں اس کا ایسے وزن آتا ہے۔ جس دوہارک دستو کو پاکر اور کسی کو پر اپت کرنے کی اچھیا نہ ہو اگر ایسی دستو سنسار میں کوئی ہے تو وہ بہتر ہی ہے۔ منش اپنے دل کی بات کو اگر ظاہر کرتا ہے تو بہتر کے پاس ہی کرتا ہے۔ گھر میں دھرم تپتی بہتر بھی ہے۔ اور بھگت بھی ہے۔ پتی بڑنا استری سر و گن سمیں بھگتی یکت ہوتی ہے۔ شاستر کے اوسار پرش کا سب سے اعلیٰ بہتر استری کو مانا گیا ہے۔ وید جو ایشور گیان ہے اسی میں دواہ کے سنسکار میں جو سیدت پدی کا بھاگ آتا ہے اس میں جہاں پرش ایک ایک قدم پر ایک ایک جہان کا تر استری کے سپر ذکر کرتا ہے یعنی ان شکتی۔ دھن شکتی۔ پر یوار کو ایک لڑی میں پر دکر پر یوارک سنگھن صحت و بھاگ کو سنبھالنا۔ بچوں کے چتر کا خیال رکھنا۔ پیشوؤں کی دیکھ بھال خاص طور پر گائے کی سیوا۔ موسم کے مطابق چیزوں کا اکھا کرنا وغیرہ۔ وہاں آخری قدم اٹھاتے ہوئے دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ آخری عہد ہے کہ ہم آپس میں سچے بہتر ثابت ہوئے۔ لیکن روح ایک ہوگی۔ ہمارا ہر ذیہ اس طرح آپس میں مل جائیگا جیسے جل میں جل ملتا ہے۔ گور بانی میں ایسا ہی آتا ہے۔ ایک جوت دو مور تی دھن پر کھئے سو ॥

اس آدش کو سامنے رکھتے ہوئے کئی بھکتوں نے اپنے آپ کو پتی بڑنا استری اور بھگوان کو پتی کے روپ میں مانا ہے۔ سدا بھگوان کے بہتر بھی تھے اور بھگت بھی۔ جس طرح بھگوان نے سدا کا مان بڑھایا۔ انکھوں کے آنسوؤں سے اُس کے چرن دھوئے اور اُس کی تن من دھن سے سیوا کی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جب درویدی کے سو بہتر میں بہتر کے لباس میں ارجن نے حسب شرط نشانہ پر تیر مارا اور درویدی نے اُس کے گلے میں جے مالا ڈالی تو اسوقت بھگوان نے فرمایا۔ یہ میرا سلکھا ارجن ہے۔ یہ کنتی کا پتر ارجن کھتری ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا ایسا کمال نہیں دکھا سکتا۔ یہ میرا بہتر ارجن ہے۔ ارجن کی گورو بھگتی نے بھگوان کو مجبور کر دیا کہ اُسے تمام قسم کی لغزشوں اور گروٹوں سے نکال کر کرم یوگ اور بھگتی کے مارگ میں درڑھ کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا بھگتی کے بعد گیان کا درجہ آتا ہے۔ اُس میں ارجن کو سر و پ استھتی پر اپت ہو گئی وہ کرتیزہ کرتیزہ ہو گیا۔ اُس کے تمام سنشے دور ہو گئے

مطابق شرمید بھگوت جی اٹھارھواں اذھیائے شلوک نمبر ۷۲

नष्टो मोहः स्मृतिर्लब्धा, त्वत्प्रसादान्मया व्युत् ।

स्थितोऽस्मि गत संदेहः, करिष्ये वचनं तव ॥ ७३ ॥

پکارا پھر ارجن کہ اے لایزال ہوا دور شک اور فریب خیال
پتہ چل گیا دل ہے مضبوط آب بجلاؤ دگا آپ کے حکم سب!

ارجن کا وشاد بھگوت پران ہونے کے کارن شک اور شافی میں بدل گیا۔ اور درلودھن کے وشاد کا انجام دکھ ہوا۔
یدھ کے ارنج میں درلودھن کے دل میں بھی گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ وہ بھیشم پتا مرجی کے پاس گیا اور ان سے پوچھا
آپ یدھ کیسے چلا نینگے بھیشم جی نے اپنی بہادری کے سبب کارنا نے اس کے سامنے رکھے اور یدھ چلانے کے سبب
طریقے بتائے۔ اور سب پرکار سے تسلی دی اور کہا جو بھی میرے مقابلے میں آئیگا اُسے مٹھ کی کھانی پڑے گی۔ اُسکی شکلی کو
نشٹ بھرشٹ کرو دگا۔ لیکن شکھندی کے مقابلہ میں میں نہیں لڑو دگا اور اُسکی ساری داستان منائی اور آخر میں یہ بتایا۔
کہ اگر وہ مجھے مارنے پر تیل جائیگا تو میں مر جاؤ دگا۔ اسی طرح گورو درون اچاریہ نے بھی کہا کہ جب تک میرے دم میں دم
ہوگا۔ اور شستر میرے ہاتھ میں ہونگے میں لڑتا رہوں گا میں یدھ میں شریک شکلی اور درودیا شکلی دونوں کا استعمال کروں گا۔ لیکن
جب درشت دم میں میرے سامنے آئیگا تو میری شکلی کمزور ہو جائیگی۔ درلودھن کو دونوں بہادر جرنیلوں کی بہادری پر بڑا
گھٹھ تھا۔ لیکن جب اُنکی کمزوری سامنے آئی تو دل میں بڑا دکھی ہوا۔ لیکن اس وقت یدھ کے بغیر کوئی علاج نہیں تھا۔
اس کا جیون ایشور پران نہیں تھا۔ اس لئے مانسک گراوٹ اور درشتا کے اندر دیر میں پھونٹنے لگے۔ جن کا انجام یہ ہوا کہ
اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے ویش کا ناش دکھا۔ یہ ایک طرف یدھ میں ہار اُسے پریشان کر رہی تھی۔ دوسری
طرف موت بھیا ناک روپ میں اُسے ڈرا رہی تھی۔ اس نے موت سے بچنے کے سبب تین کتے۔ لیکن موت سے کون
بچ سکتا ہے۔ دکھی ہو کر ہوا چ تیا گے۔ یہ تھا ایک گھٹھندی اور اچاریہ کے وشاد کا انجام۔ جو ایشور پران نہیں ہوتے چلے
دماغ میں دیہر اچھیان کا بھوت سوار ہوتا ہے۔ وہ اس انمول مافوق کو پا کر جیون کی بازی جیتنے کی بجائے کتوں
کی موت مرتے ہیں۔ اوتے ہرے سے اُن کے لئے چوراسی کا چکر تیار ہوتا ہے۔ دھن سمپتی اور مان پر تشھا کے
وچار جنہوں نے درلودھن کو دیوانہ اور پاگل بنا دیا تھا۔ پر بلا جیسے بھکتوں نے اُسے چھہ سمجھا۔ اُن کی نگاہ میں ایشور
بھکتی کے مقابلہ میں کسی سنسارک پدارتھ کی کوئی قیمت نہیں تھی۔ پر بلاؤ کو جب لالچ دیا گیا کہ راج کی سب سگری گرجن
کرے اور ایشور کا نام جپنے کی بجائے ہرناکھش کی جہاں گائن کرے تو پر بلاؤ نے مندرجہ ذیل شکلیں اُتر دیا۔ کہ میں راج کو
اس شرط پر سوکار کرنا ہوں کہ مرتے وقت میرے ساتھ ملے۔ پر لوک میں میری سہاقتا کرے۔ اور جب میں پھر سنسار میں
آؤں تو یہ سب بھوک میرے لئے موجود ہوں۔ لیکن جب اُسے بتایا گیا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے تو پر بلاؤ نے سب کو ٹھکرا دیا۔
اور پری سستی سے ایشور کی جہاں خود گائن کرنے لگا۔ اور دوسروں کو بھی ایشور پریم میں لگایا۔ اس درشتہ ایشور پران
اوستھا سے اُس کے سبب دکھ شک میں بدل گئے۔ بھوان کو سوگیم فرسنگ روپ میں اُسکی جہاں بڑھانے کے لئے آنا پڑا۔

انت میں میر ہلاک کو اتم استغنی پر اپیت ہوئی۔ اُس نے ذرت سے ذرت میں بھگوان کے رُپ کو ہمارا۔ راج پاٹ کا کاریہ کرتے ہوئے بھی راجہ جنگ کی طرح اپنے مُروپ میں قائم رہا۔ اور ادویت سدھانت کو پرچلیت کیا۔ صرف ایک نہیں بھگتوں کی انیک مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ جنہوں نے ایشور پران ہو کر اپنے جیون کا کلیان کیا۔ گوپیاں اسی مستی میں مست تھیں اور انہیں ہر رُپ میں کرشن جی کے درشن ہوتے تھے۔ سورج اس جی کی انبیر بھگتی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اس سب بھجش سے یہ سدھ ہوتا ہے کہ کرم لوگ اور بھگتی لوگ کی جرم سمیا کلیان ہے۔ اس لئے جس مارگ میں دروشتا سے جگیا سوا گے بڑھتا ہے۔ ایشور کرپا شاستر کرپا اور گورو کرپا کے ساتھ اپنی کرپا کو شعل کر دیتا ہے۔ اپنے قدم کو ڈنگا گئے نہیں دیتا۔ صبر اور حوصلہ سے منزل طے کرتا ہے۔ اُس کا اہلن خود بخود زور ہو جاتا ہے اُسے اپنے آپ کی پہچان ہو جاتی ہے۔ سرور دکھوں کی نورتی اور پرمانندی کی پراپتی جو کہ بھجش کا مُروپ ہے اور مانو جیون کا لکھش ہے۔ وہ اُسے پر اپیت ہو جاتا ہے۔ مبارک ہیں انسان جو سوامی گوہند اند جی کے اپدیش کے انوسار اپنی جیون پاترا طے کر کے سرور ہو کر سنسار سے جاتے ہیں۔ اوم شم

ویا کلیان

دشری سوامی گوہند اند جی ہمارا راج پرارکھ نکیتن شری کشی

نوٹ :- آپ پرارکھ نکیتن میں تیاگ نے جیون بتا رہے ہیں۔ ویدانت کے اپدیش سے دینک دروزام نہت سنگ دوارہ باہر سے آنے والے شر دھالوں کا کلیان کر رہے ہیں۔ ویدانت سدھانت کو ازھونک شیل میں درن کرنے کی اہلیت آپکی ذطرت میں شامل ہے۔ ان کے حسب ذیل وچار اس بات کا ثبوت ہیں۔

چہری یاگیہ دلیک نے اپنی چہرہ تپتی متری کو اپدیش دیا کہ اے متری مانو سنسار اندھکار میں پھنسا ہوا ہے۔ کلیان بند راہیں سویا ہوا ہے۔ دھن سمپتی اور مان پرشھا کی پراپتی کے لئے پاگل ہو رہا ہے۔ اور اسی میں شک کی کھوج کرتا ہے۔ بھلا اس میں شک کہاں؟ شک تو اپنے آپ کی پہچان میں ہے۔ اپنے آپ میں تینوں کال شوک کا نام و نشان نہیں۔ ہم اپنے مُروپ میں سخت ہیں۔ اس لئے ہر وقت مست اور پرست ہیں۔ شک موہ ہمارے نزدیک نہیں پھٹ سکتی باہیہ پر کورتی کو جیون مکتی کے آئند میں بادھک جانتے ہوئے ہم اس کا تیاگ کر رہے ہیں اگر ہمارا آئند ہر وقت برتر رہتا ہے تو ہمارک ہے اگر ہم ایسا نہیں کر پاتے تو کمی ہے۔ من کی اوستھا کو اور سدھارنے کی ضرورت

ہے اپنے ساکشی اور ورشد پن کے قیام میں زرا سی لغزش اتم آئند کے انوچھ میں بادھک بنتی ہے۔

میں کون ہوں اور میرا کیا ہے؟ خود شناسی کے لئے ان پرشنون کی کھوج کرنا نہایت ضروری ہے لیکن آج کا مانو میرا کیا ہے؟ اس کا حل ڈھونڈنے میں سرگرداں ہے۔ ہر جانر و نا جانر طریقے سے اپنی سمپتی کو بڑھانے کے درپے ہے۔ مریدانہ مہم اور شاستر کے ولادھ جتنی اسکی بھاگ دور بڑھتی جاتی ہے اتنا شوک اور موہ کی دلدل میں ادھک پھنسا ہے

اور حقیقی شائستگی سے کوسوں دور جارا ہے جس نے میں کون ہوں؟ کے پرش پر دوچار کیا۔ اس کا ہی ذکر دور ہو سکتا ہے۔ وہی سندسار کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے۔ یہی کی رشی میں سندسار اور سندسار کے سکھ متھیابو جاتے ہیں۔ ان کا لگاؤ ختم ہو جاتا ہے۔ اور اپنی حقیقی سمیٹی اُنکا کاجان ہونے لگتا ہے۔ اور پرانی دن آتم مستی اور سرشاری بڑھتی جاتی ہے۔ بقول سائیں بھٹا شاہ۔

ن فکر گیا سیتو میریونی جدوں اپنے آپ نوں صبح کیتا
کوڑا دیہر دا نیہہ چکا میا ای دھوڑھان کے نعل نوں کدھ لیتا
دیکھ دھوڑیں دے دھوڑے جگ ساراسٹ گھٹیا جی تے ہار عیتا
بگھٹا شاہ آند اکھنڈ سا جاجان آپ نوں آب جیات پیتا

اس سچ کو پراپت کرنے کیلئے سرور پر ختم تیاگ کی ضرورت ہے جتنی جتنی تیاگ کی ورتی بڑھتی جائیگی۔ اتنا اتنا اہمیت کرن کا شیشہ نرمل ہوتا جائیگا۔ آتم چنن اور پرکھنا نام کے ساتھ پرکیم کا پرواہ بڑھتا جائے گا۔ دروپدی کا تیاگ ہی تھا جس کی شائستگی سے بھگوان کرشن کو اُسکی عزت و اہمیت پر جانے کیلئے سارٹھیوں کا ڈھیر لگانا پڑا اور دُشٹ دروپدھن کو اپنے ناپاک ارادوں میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ گھٹنا ایسے بیان کی جاتی ہے ایک دفعہ دربار شاہ رشی اور دروپدی دونوں گز گاندی میں اشنان کر رہے تھے۔ جدھر سے جل آ رہا تھا ادھر زور فاصلے پر دروپدی ہنار رہی تھی اور کافی نیچے رشی جی اشنان کر رہے تھے۔ دروپدی اس انتظار میں تھی کہ رشی جی پہلے باہر نکلیں اور بعد میں میں باہر آؤں لیکن کافی انتظار کے بعد رشی جی باہر نہ آئے۔ دروپدی سمجھدار تھی سمجھ گئی کہ اُنکی کو میں کہیں جل میں بہ گئی ہے اس نے اپنی نئی سارٹھی کا کافی لمبا سا ٹکڑا بھڑا اور اسے پانی میں بہا دیا دربار شاہ جی نے اس ٹکڑے کو پکڑ لیا اور کوہین کے طور پر استعمال کر کے باہر آ گئے اسکے بعد دروپدی بھی اشنان سے فارغ ہو کر اُن کے چروں میں پہنچی مستک جھکا یا۔ رشی جی نے نہایت خوشی کی حالت میں کہا دیوی تمہارے اس بہان تیاگ کا مول ادھک چکانا ہوگا۔ اور جب مناسب وقت آئیگا میں اسکی قیمت کئی گنا ادھک ادا کروں گا۔ اسی طرح ایک اور واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ ایک دن تمام رانیوں کے درمیان بیٹھے ہوئے بھگوان کرشن جی کی اُنکلی پر چاقو لگنے سے زخم ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ ست بھاماں انیادی (و غیرہ) سب رانیاں کپڑے کی تلاش میں ادھر ادھر بھاگیں۔ دروپدی بھی اتفاقاً وہاں موجود تھی اُس نے فوراً اپنی قیمتی سارٹھی پھاڑ کر بھگوان کی اُنکلی کے زخم پر بیٹی باندھ دی اتنے میں باقی رانیاں بھی پرانے کپڑے کی دھجیاں اکٹھا کر لے آئیں بھگوان فرمانے لگے اب کسی چیز کی ضرورت نہیں جس کے ہر ذریعہ میں سچا پرکیم اور تیاگ ہوتا ہے وہ اپنا سب کچھ بچاؤ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ دروپدی نے آج اپنے سچے پرکیم کا ثبوت دیا ہے جس کا بدلہ مجھے کبھی چکانا پڑے گا۔ مذکورہ دونوں گھٹنا میں اس بات کو سدھ کرتی ہیں کہ دروپدی کا تیاگ ایشور کی اپار کرپا میں بدل گیا جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح جو گلیا سو تیاگ کے مارگ میں پھیل ہوتا ہے اور اپنا سب کچھ دروپد کو اپن کر دیتا ہے وہی عقل سلیم کے زیور سے مزین ہوتا ہے۔ اُسے

ہی وویک دتی بدھی نصیب ہوتی ہے جس کی مدد سے اُتھا اور اُتھا کا وویک کر کے خود شناسی کا امرت پان کرتا ہے۔

خودی کا پردہ ہی خود شناسی کے مارگ میں رکاوٹ ہے اور وچار دوارا اسے دور کیا جاسکتا ہے۔ باہر مگھ برتی کرنے سے سنسار کے سنسکار درڑھ ہوتے ہیں۔ اور انتر مگھ وچار کرنے سے اپنے آپ کی پہچان ہوتی ہے۔ جیسے تار کی چابی بائیں طرف گھمانے سے تالہ بند ہو جاتا ہے اور دائیں طرف گھمانے سے کھل جاتا ہے۔ یہی کیفیت برتی کی ہے۔ دارشانت کے روپ میں ایسے لیا جاتا ہے۔ دائیں طرف بھگوان وشنو کا استھان ہے اور بائیں طرف لکھشی کا پائیں طرف چابی گھمانے کا مقصد سنسار اور مایا کا چنٹن ہے جس سے کرتا پن کا ابھیان بڑھتا ہے اپنے آپ کو کرتا اور بھوکتا مان کر سنسار چکر میں پھنستا ہے۔ دائیں طرف کی درشتی آنکھ درشتی ہے۔ اپنے آپ کو اُتھ سُرُوپ اور ویاپاک اُتھ ماننے کی اوستھا ہے جس میں کریا اور کرتا پن کیسے؟ کریا تین گنوں میں ہوتی ہے۔ اور اُتھ ترگن نیت ہے۔ کریا پوچھن میں ہوتی ہے اور اُتھ ویاپاک ہے۔ کریا ڈکھ لورتی اور سکھ پر اپتی کے لئے ہوتی ہے اور اُتھ سکھ سُرُوپ ہے۔ اس لئے کریا کے بندھن سے آزاد ہے کریا۔ من اور اندریوں کا دھرم ہے اُتھ ان کا ساکھشی اور درشت ہے۔

سوامی گوہندا سنجی جہاراج جن کو شردھا نخلی اپن کرنے کے لئے آج ہم بھگوان بھون جیسے پوتر اور مبارک استھان میں اکٹھے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے جلیا سوؤں کو ہمیشہ وچار اور وویک کے مارگ میں پرپاک بناتے تھے۔ مایا کی گراوٹ سے اوپر اُٹھنے کے لئے جزوار کرتے تھے۔ کہ اس گراوٹ سے اُٹھو۔ اگیان رندرا سے جاگو اور اپنے آپ کی پہچان کے مارگ میں آگے بڑھتے جاؤ اور اُتھ تنک جین نہ لو جب تک اپنے لکھشی کی پراپتی نہ ہو جائے۔

ناظرین اوم کا دھیندو

کانڈ کی ہنگامی اور دیگر تمام اخراجات کے بڑھ جانے کے کارن ہم ہر سال چند بڑھانے میں مجبور ہو چکے ہیں۔ کہاں سالہ لاہور میں صرف تین روپے سالانہ چندہ مقرر کر کے پیر جاری ہوا تھا پھر ۱۹۷۰ء میں صرف سات روپے چندہ تھا اور آج بوجہ مجبوری حالات کے ہمیں ۱۵/ روپے سالانہ چندہ مقرر کرنا پڑا۔ لیکن آئیں ہے خریداران اوم کی جنہوں نے اس ضخیم رقم کو ادا کرنے میں بھی مطلقاً انکار نہیں کیا اور بدستور سابقہ خریدار قائم ہیں۔ یہ اس پرچہ کی کامیابی کا بعینہ ثبوت ہے ہم اپنے معزز ناظرین کو واضح کرتے ہیں کہ اس پرچہ لوگوں نے جس ہارڈک پریم کا اظہار کیا ہے۔ ہم بھی اس پرچہ کو ہر کار سے بہتر بنانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کریں گے۔ باوجود زبردست ہنگامی کے ہم نے اس کی ضخامت میں اضافہ کر دیا ہے چند سال پہلے یہ پرچہ صرف ۱۸ صفحات پر مشتمل ہو کر تھا۔ اب یہ ۶۴ صفحات کا ہے اور سالانہ بھی ۱۴۰ صفحہ کی بجائے ۲۰۰ صفحات کا چھپتا ہے۔ گویا پورے خریداران ہمیں کھینٹ کر رہے ہیں۔ یہ انکی ہی سیوا میں خرچ کیا جا رہا ہے ہمیں ہر دھار مار پرچے سے منافع کمانا اور دھن اکٹھا کرنا ہرگز مطلوب نہیں ہے۔ تیری بھینٹا تیرے اپن۔

دُرگا سیت شتی

(منظوم ترجمہ از کوی لوک ناتھ دِل)

تیسرا ادھیائے

نیشتر دِل کے سر کے ہوئے
دیوی کے ہاتھوں میں چکر
پھر تیر پر تیر چلانے لگا
کھا کر پچھاڑ دھرتی پر گرا
دُرگا کا سنگھ اُپھلتا تھا
چھاتی کا رکت پان کر کے
چھاؤنی جلاوی شتروں کی
ہا دُرگا نے ہا چنڈیکا نے
سینا کا ستیا ناش دیکھ کر
پھر روپ دھار کر بھینسے کا
اس طرح اپنی وال گئی
جب کاٹنے کو دُرگا دھائی
تب دُرگا نے سب ہتھیاروں
پھر بھیا بھالاباٹھ میں لے
گج راج کے روپ میں پھر آیا
اڑتے اڑتے لڑتے لڑتے

دیکھے تو گھبرا یا نیشتر
دیکھا تو چکر آیا نیشتر
پھر شول پہ شول چلانے لگا
اٹھ کر پھر کرو دھیں آنے لگا
کئی نیشتر مار گراتا تھا
اپنے ستھان پر آتا تھا
ان تین نیتروں والی نے
مہا مایا نے مہا کالی نے
کرو دھ میں آیا مہشاسر
اسے دِل لکرایا مہشاسر
تو سنگھ کا روپ ہی دھار لیا
تو مانو بن کر وار کیا
سے نیشتر پر پر مار کیا
اُس کی چھاتی پر وار کیا
اگر لکارا مہشاسر
پل بھر میں مارا مہشاسر

اتے ہی سنگھ کو بھینچ لیا
 پیرگی دیوی کا کروڑھ آج
 مہشاشمر نے مایا کے بل پر
 اور لمبے لمبے سینگوں سے
 تپ تپ یار یار اس چندرکا نے
 دُکھ موجن لوچن لال کئے
 وہ بھی مدرائے مذ میں آکر
 پیروٹ کی شلائیں لے لے کر
 تن گئیں بھوس کا لی کالی
 دانتوں کی پینتی چمک اٹھی
 دیوی نے اچھل کر پاؤں میں
 اور مہا کال سا شول اپنا
 پھر مایا وی بن کر مانو
 آدھا ہی نکلنے پایا تھا
 تب پھرتی سے مہا مایا نے
 بھاگتی ہوئی نشتر سینا نے
 تپ دیویوں نے ہرشیوں نے
 بل جل کرے دل! اک ستور میں
 جب مہشاشمر کا بدھ کیا
 یہ مہا کالی یہ مہا دُرگا
 اس کال روپنی کالی نے
 ابھیماں بھری پنج سونڈ کے بن
 اس سونڈ پہ آرا بن کر چل
 پھر بھینسے کا روپ دھرا
 دُرگا کو دیا کُل کرنے لگا
 کئی مدھو کے پیالے پان کئے
 ہتھیار ہاتھوں میں تان لئے
 جھوم اٹھا اور گرج اٹھا
 دیوی پر ورثا کرنے لگا
 لوچن بھی ایسے چمک اٹھے
 برچھے اور بھالے چمک اٹھے
 مہشاشمر آج دیو ج لیا
 نشتر کے کنٹھ میں کھونپ دیا
 بھینسے کے تن سے نکل پڑا
 کہ برچھا اریں اسن گڑا
 مستاک راکش کا کاٹ لیا
 اونچا ہا ہا کار کیا
 جے گھوش بلایا بھگوتی کا
 سب نے گن گایا بھگوتی کا
 مہشاشمر مردنی کہلائی
 یہ مہا دیوی یہ مہا مائی
 مہشاشمر کا سنگھار کیا

سب دیویوں نے پچھلوں کی ورثا کی

اور سب سب جے کار کیا

احکام خدا اور اسکے رسول کی افسوسناک نافرمانی

از شری کاشفی رام جی چاولہ لدھیانہ

مالک کے فضل و کرم سے ان اہل عمر سے ہی اپنے والدین کی نیک خیالی اور فراغ دلی کے اچھے سندکار اور عہدہ تہاؤں کی نیک سنات حاصل ہونے سے میرے من میں دھرم پریم کا بیج اگایا تھا۔ اور پھر دھرم رک گرنتھوں کے مطالعہ سے اس پریم نے پودے کی شریک اختیار کر لی تھی بہم ابتدا میں ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ اور وہاں کی ایک دھرم شالہ اور ایک مسجد کے سخت بازوؤں کے باعث سماروہ جانے سے میرے والد ماجد نے ان دونوں کو اپنے خرچ سے از سر نو تعمیر کرا دیا تھا۔ اس لئے دھرم یا مذہب کا جو خاکہ میرے من پر ان نیک تاثیرات سے جما تھا وہ یہی تھا۔

تھا را ہی بت خانہ کعبہ تھا را
ہے دونوں گھروں میں اُجالا تھا را
ایک ہی جلیہ ہیں نظر آیا دونوں جگہ
کر چکے نظارہ دیرو حرم اچھی طرح
بھگوانہ کر کسی سے سب بنتھ ہیں اسی کے
کہتے ہیں عقل والے ہر میں ہے ہر سما یا
ہندو میں کیا اور ہے مسلمان میں اور
صاحب سب کا ایک ہے وہاں وہ بڑھو

لیکن جب بڑا ہونے پر حقیقی دنیا سے واسطہ پڑا تو حالات بالکل مختلف پائے اور ایک شاعر کے الفاظ میں یہ نقشہ سامنے آیا۔

جگہ جگہ پر پھڑی ہے سولی تدم تدم پر پچھے پر پچھے
نگاہ ناپاک روح میلی زباں جھوٹی خیال کندے
دکان کھولی ہے قصب کی گناہ کے مور ہے ہی پرچے
لڑ بھگوانہ کر گزارتے ہیں وقت اپنا خدا کے بندے

ان دردناک حالات کو دیکھ کر بڑا افسوس ہوا۔ اور پھر خیال آیا کہ سب مذاہب کی دینی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ گرنفقہ صاحب اور ویدک دھرم کے گرنفقہ تو میں پہلے پڑھا ہی تھا۔ تب میں نے اپنے ایک نیک مسلمان دوست سے قرآن شریف اصل زبان میں پڑھا۔ انجیل مقدس کا مطالعہ کیا۔ اور پارسی مذاہب کی زند اوستھا۔ بدھ دھرم کا دھرم پاد۔ جین دھرم کے دھرم سنوتروں کا بھی اصل زبانوں میں مطالعہ کیا اور محسوس کیا کہ واقعی یہ دھرم گرنفقہ تو سب کے سب یہی کہہ رہے ہیں۔ پرستش ہے اسی خالق کی گو فرق مذاہب ہے

پہنچتے ہیں وہیں سب اپنی اپنی راہ چلتے ہیں
ایسی صورت حال دیکھ کر امنگ پیدا ہوئی کہ سبھی دھرم گرنتھوں کے پاک احکام یک جا بہن بھائیوں کے سامنے پیش کئے جائیں۔ چنانچہ اورو اور انگریزی میں کچھ کتابیں لکھیں جن میں سارے مذاہب کی حقیقی تعلیم کا اظہار کیا گیا۔ عالم اور فاضل بزرگوں اور ہر ملت کے اخبارات نے راقم کے اس اقدام کی بے حد تعریف کا اظہار فرمایا۔ بعد ازاں اسلام کی حقیقی تعلیم پر ایک جگہ کتاب بعنوان ”اسے مسلم بھائی“ لکھی جس میں قرآن پاک اور احادیث

سے حوالجات پیش کر کے دکھایا گیا کہ ان میں انسان کیلئے اپنی فلاح و بہبود کے لئے بالفاظ جناب عالی یہی راہ دکھائی گئی ہے۔

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدی کا کہ ہے ساری مخلوق کتبہ خدا کا
وہی دوست ہے محتاج دوسرا کا خلافت سے ہے چسکو رشتہ بڑا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان کہ کام آئے دنیا میں انسان کا انسان

لیکن جو الم ناک حالات مشرقی بنگال کے عالیہ بران کے دوران واقعہ ہوئے ہیں۔ انہیں تو سنکر اور پڑھکر روح کا نپ اٹھی ہے جس ظلم و بربریت کا وہاں کے ختمے اور بے گناہ انسانوں کو شکا بنایا گیا ہے جو جو رستم وہاں ڈھائے گئے ہیں۔ جو بے پناہ ہلاکت اور خوفناک تباہی وہاں عمل میں آئی ہے جس طرح نسل کشی کے لازمہ سے قتل عام کا دردناک دور و دورہ نمودار دکھایا گیا ہے۔ اُسے پڑھکر تو ایسا معادم ہوتا ہے کہ جس قسم کی بربادی اور غارتگری وہاں عمل میں لائی گئی ہے اُسے دیکھکر تو شاید جیگر زرد نہ رہے ہی ان ظالموں پر لعنت بھیجیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ نیک انسانوں کو تشیع کیا گیا ہے نہ صرف گھر بلکہ گاؤں کے گاؤں جلادیں گئے ہیں۔ معصوم بچوں کی عصمت بڑا کر ڈالنے کے بعد ان کو اس جہان سے ہی روانہ کر دیا گیا ہے عبادت گاہوں کو تباہ کیا گیا ہے۔ لوگوں کو جھوٹا بھروسہ دیکر موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے۔

یہ سب کچھ کس نے کیا ہے اور کن کے ساتھ کیا ہے؟ یہ کیا ہے اللہ اور رسول کے پیروں نے اپنے ہی ملکی بھائیوں کے ساتھ۔ نہ صرف غیر مذہب کے لوگوں کے ساتھ بلکہ اپنے ہم مذہب بھائیوں کے ساتھ بھی اور پھر یہ کیا بھی سب کچھ کیا ہے اسلام کی دہائی دیکر آؤ وہ ہیں کہ اسلام کی جہان یعنی قرآن کریم اور اسلام کے بانی رسول علی کیا فرماتے ہیں۔

اپنی نزع کے وقت حضرت صلعم نے اپنے صحابہ کو جمع کر کے جو آخری نصیحت کی تھی۔ پہلے تو وہ ملاحظہ فرمائیے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ میں تم کو خدا سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں میں تم کو خوف اور خوش خبری دونوں سناتا ہوں کہ تم خدا کے احکام میں زیادتی نہ کرو۔ اور اس کے شہروں میں زیادتی نہ کرو۔ اور اس کی مخلوق پر زیادتی نہ کرو کیونکہ خدا نے تجھ سے بھی یہ کہا ہے کہ آخرت کا طہر یعنی جنت ایک ایسا مقام ہے کہ جس کے مالک صرف اُن لوگوں کو بناؤ گا جو زمین میں سرکشی کے مرتکب نہ ہوں اور زمین بہر فساد کرتے ہوں؟

اب آپ دیکھئے کہ کیا ان ظالموں نے حضرت کی اس آخری نصیحت کی سراسر نافرمانی نہیں کی۔ پھر انکی پاکیزہ احادیث کے یہ فرمان تھے۔

- ۱۔ جس کے شر سے پڑوسی بے خوف نہ ہو وہ مسلمان نہیں خواہ پڑوسی کا قریب ہو خواہ مومن۔
- ۲۔ پڑوسی کو ستانے والا دوزخی ہے۔ اگرچہ وہ تمام رات عبادت کرے اور تمام دن روزے سے رہے۔
- ۳۔ ہر نیک و بد کے ساتھ نیکی کرو اگر دوسرا نیکی کے جانے کے قابل نہیں تو تجھ میں نیکی کرنے کی اہلیت ہے۔
- ۴۔ ہر قوم کے سزا دہی کی تعظیم کرو۔
- ۵۔ دو بھائیوں میں صلح کر دینا ملازے نماز اور صدقے سے بڑھکر ہے۔
- ۶۔ ہمیشہ کے لئے جگر نہ کرنے کا اکیلا گناہ تیرے عذاب کے لئے کافی ہے۔

- ۷۔ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ کینہ پُر اس شخص کے دل میں ہے۔ جو بہت جھگڑے بکھیرے اور مباحثے کرتا ہے۔
- ۸۔ شرک کے بعد بدترین گناہ ایذا رسانی خلق ہے۔
- ۹۔ جس کسی نے ظالم کی مدد کی اُس نے گویا غضب الہی سر پر لے لیا۔
- ۱۰۔ مظلوم کی بدعا سے ڈرو کیونکہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔
- ۱۱۔ لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اس سے ظلم کرنے سے باز نہ رکھ سکیں تو منہا جلدی ان کے سر پر عذاب نازل کرے۔
- ۱۲۔ جو شخص کسی برائی میں حاضر ہو یا اسکو دیکھ کر راضی ہو تو گویا اس نے خود برائی کی۔
- ۱۳۔ اگر ایک شخص مشرق میں را جائے اور دوسرا شخص مغرب میں اسکے قتل سے راضی ہو تو وہ دوسرا بھی اس گناہ کا حصہ دار ہوگا۔
- ۱۴۔ ایمان کے بعد افضل ترین نیک خلق کو آرام دینا ہے۔

”اے مسلم بھائی“ اگر آپ اسلام کی حقیقی تعلیم سے گاہ مہیا چاہتے ہیں تو اس کتاب ”اے مسلم بھائی“ کا مطالعہ فرمائیے جس کا ذکر اس مضمون میں کیا گیا ہے۔ اس سے آپ کو پتہ لگے گا کہ واقعی اسلام کیا ہے۔ اس کا بطور کس مقصد کے لئے دین اسلام کو ان کے سربران نے کس طرح پھیلایا اور انہوں نے کتنی رواداری اور مہیندی سے کام لیا یہ پیغمبر اسلام اور اسکے خلفائے نبی زندگی میں اسلام کا کیا نقشہ پیش کیا۔ پھر آپ کو پتہ لگے گا کہ موجودہ وقت میں اسلام کے پیروؤں میں اسلام کی کس طرح مٹی پلید کر رہے ہیں۔ اس ۲۰۷ صفحہ کی مجید کتاب کی قیمت مصنف نے اسلام کی حقیقت کو آشکار کرنے کیلئے صرف ڈیڑھ روپیہ رکھی ہے جو آپ کو دفتر سالہ اوقاف امیری گیٹ دہلی سے مل سکتی ہے۔



بلی کی آنکھوں جیسی چمک
جو تلوں پر لانے کے لئے

بلی شو پولش

بلی شو کریم استعمال کیجئے

بلی بوٹ پالش کمپنی دہلی ۷

5 سالہ
ڈاک گھر میجادی ڈیپازٹ سے
کمائیے

3 ڈیپازٹ % 7 فیصد 1 ڈیپازٹ % 6 فیصد سالہ

سالانہ 3000 روپے تک سود جس میں دوسری قابل ٹیکس
میکورٹوں اور جمع رقموں کے سود بھی شامل ہیں، آسٹری
ٹیکس سے بری ہے۔

تفصیل کے لئے اپنے ڈاک گھر سے معلومات حاصل کریں

قومی بچت آرگنائزیشن



श्रद्धुत बालक

बालाश्रम

فہرست کتب

دھارمک رسالہ اوم دہلی سے مندرجہ ذیل کتب منگوا کر جیون کو سچیل بنائیں

(امرت ہندو (ہندی) قیمت ۱۲ روپے
من جیتے جاگ جیتے (ہندی)
قیمت تین روپے (۳/۰)
آدرش پرچار (ہندی) قیمت تین روپے
پردہ مجاز۔ نشتی پریم چند۔ قیمت چھ روپے
روکھی رانی۔ ۔ ۔ ۔ ۱/۵۰
کہ بلا۔ ۳/۰ خواب خیال ۳ ۱/۲ روپے
شیواجی۔ قیمت ایک روپہ لکھ آئے۔
روحانی اشارے۔ ایک روپہ چار روپے
سائیں کے سو خیال۔ ایک روپہ لکھ آئے
کیر بھناؤلی۔ قیمت دو روپے چار روپے
مولہ سنگار۔ پانچ روپے
یوگی اور میوا۔ کشن چندریا ۱/۱۰
رامائن امرت ۱/۲ روحانی کرنیں ۱/۲ روپے
شہوپوران اردو۔ قیمت چار روپے
لیک دانشت اردو ۱/۲ ۳ روپے
توبھوتی پرکاش ہندی جہ پھارم ۱/۲ روپے
شکر دگ وجے ہندی ۱/۵۰ ۴ روپے
علم الروح۔ روحانی گیان ۱/۵۰ ۱ روپے
گھر کا ڈاکٹر اردو جلد ۱/۵۰ ۵ روپے
سوفی سواری رام تیرکھ ۱/۵۰ ۲ روپے

گوتم پرکاش (ہندی) قیمت ۳ روپے
دوویک چٹرا منی اردو ۱/۲ ۲ روپے
وچار مالا۔ ۱/۰ دیانت بھٹ ۲۵ پیسے
آتم جیسا ساہو رام گیتا ۱۵ پیسے
میں کون ہوں۔ قیمت صرف ۱۰ پیسے
آتم نام دوویک ۱۰ پیسے
کلام مضطر۔ بچپاس۔ پیسے
پرمانند کی پرانی ۷۰ پیسے
برہم موتر ہندی ۱/۱۰ ۱۶ روپے
گوتم پرکاش (ہندی) مصنف سری سواری
گوبند اندج ہمارا ج۔ صفحات ۶۴۰
قیمت لائٹ کے مطابق ۱/۲ ۳ روپے
ہندو دھرم کی عظمت اردو دو روپے
الکھوتی پرکاش ہندی پریش جھاگ ۱/۸ روپے
شرمید جھکوت گیتا ترجمہ نشتی زنگھاس
چھ جھاگ قیمت ۱/۲ ۶ روپے
رتن رامائن ۱/۲ ۲ روپے
حقیقی آندکار ستہ ۱/۲ ۲ روپے
اے مسلم بھائی۔ قیمت ڈیڑھ روپہ
پریت سینہ۔ قیمت دس روپے
آدرش مانو (ہندی) قیمت چھ روپے

پیشو ترم ایک ۱۹۶۶ء تقریباً پچاس
مضامین کا مجموعہ قیمت اٹھائی روپے
آستک ناتک سنگھ دسواہی شوانندجی
قیمت صرف ۲۵ پیسے
برہمچریہ (رام) قیمت صرف ۵۰ پیسے۔
لندن یا تیرا اور مرگ آتماؤں کے
ساتھ دارنالاپ قیمت ۶۰ پیسے
روحوں کی دنیا۔ سارے تین روپے
شرمید جھکوت گیتا جلد دوم و شریج
از شری رام لال پرما دھی ۱/۲ ۴ روپے
لیک دانشت سار اردو ۱/۲ ۳ روپے
گیتا منظوم از خواجہ دل محمد یکم پرنسپل
شکر دار منظوم ترجمہ قیمت ۳/۰
جہ جی وکھنی صاحب منظوم از خواجہ
دل محمد صاحب ایم۔ اے۔ ۳/۵۰
نشتی رامائن مکمل بالتصویر جلد اردو
سائیں زبان میں بھٹک دتر جہ ۱۶/۵۰
پرکھو کے ساکشات درشن ۱/۱۰ روپہ
تقریرات و تبصرے کا لکھن رتہ ۱/۱۰
ستید درشن۔ مصنفہ پروفیسر نرمل چندراجی
قیمت رعایتی دو روپے (۲/۰)